مارچ
2023ء

حِكۡمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغۡنِ النُّذُرُ ۝٥ (القرآن:54)

ماهنامه

حِکمتِ بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

اَللّٰهُمَّ بَلِّغۡنَا رَمَضَان
اے اللہ! ہمیں ماہِ رمضان نصیب فرما۔ آمین

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 17 — وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القران) — شعبان : 1444ھ

شمارہ : 03 — اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) — مارچ : 2023ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبد اللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت	مفتی عطاء الرحمٰن
انتظامی امور	ملک نذر حسین

قانونی مشاورت
- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 700 روپے

معمول کا شمارہ: 70 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلۡکَلِمَۃُ الۡحِکۡمَۃُ ضَالَّۃُ الۡمُؤۡمِنِ فَحَیۡثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

صفحہ	مصنف	نمبر	عنوان
3		1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات
6		2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات
7	انجینئر عبداللہ اسماعیل	3	حرفِ آرزو
9	انجینئر مختار فاروقی ؒ	4	قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح
20	حافظ عطاء الرحمٰن	5	ماہِ مبارک کا خیر مقدم کیجیے
23	انجینئر فیضان حسن	6	سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (4)
31	محمد نعمان اصغر	7	فتنۂ دجال
38	ڈاکٹر ضمیر اختر	8	نفاذِ اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ
44	مولانا محمد انور چیمہ	9	ہے کوئی وطنِ عزیز کا پرسانِ حال
49	محمد منظور انور	10	نافرمان قوموں کے انجام سے سبق سیکھیں
54	خواجہ محمد اعظم / محمد اسرافیل	11	بیادِ انجینئر مختار فاروقی ؒ
57	عبداللہ ابراہیم	12	یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰی ﷺ است
62	*Amatullah Hadia*	13	QUARTER-LIFE CRISIS (II)

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

(نوٹ) یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

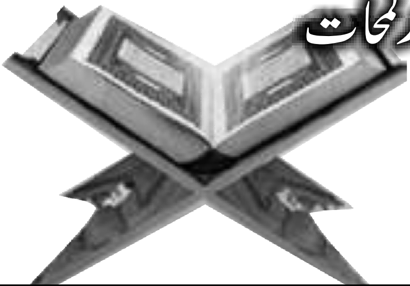

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

(02)	اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ	آیات
سورۃ البقرۃ	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	230-228

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ

طلاق (صرف) دو بار ہے (یعنی دو دفعہ طلاق دے دی جائے تو)

The (revocable) divorce is twice (only)

فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ

پھر (عورتوں کو) یا تو بطریق شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا

Then she should be allowed to stay in the usual way
or she should be allowed to leave kindly

وَلَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ شَیۡئًا

اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو

and it is not permissible for you that you take back from
them anything of what you had given them,

اِلَّاۤ اَنۡ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ

ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ اللہ کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے

Except when both parties fear that they may
not be able to keep limits imposed by Allah

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ

چنانچہ اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے

So if you fear that both will not be able to keep Allah's limits

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا

تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں

Then (as a result of mutual agreement)
there is no blame on either of the two,

فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ

اس بات میں کہ عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے کچھ دے دے

On account of what she compensates
the husband (to retain divorce)

تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا

یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں ان سے باہر نہ نکلنا

These are the limits set by Allah thus don't cross them

وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۲۹﴾

اور جو لوگ اللہ حدوں سے باہر نکل جائیں گے وہ گنہگار ہوں گے

and those who cross the limits set by Allah
Such are the unjust ones

فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ

پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دے دے

تو اس کے بعد وہ عورت اس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی

But if he divorces her (finally) it will not be lawful for
him, to remarry her after that,

حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ

جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے

Until she gets married to a husband, other than him.

فَاِنۡ طَلَّقَهَا

ہاں اگر دوسرا خاوند بھی طلاق دے دے

But if he too divorces her

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَاۤ اَنۡ يَّتَرَاجَعَاۤ

پھر عورت اور پہلا خاوند ایک دوسرے کی طرف رجوع کر لیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں

Then there is no blame on either that they reunite,

اِنۡ ظَنَّاۤ اَنۡ يُّقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ

بشرطیکہ دونوں یقین کریں کہ اللہ حدوں کو قائم رکھ سکیں گے

Provided they think that they can keep Allah's limits.

وَ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ

اور یہ اللہ حدیں ہیں

These are Allah's limits,

يُبَيِّنُهَا لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۳۰﴾

ان کو وہ ان لوگوں کے لیے بیان فرماتا ہے جو دانش رکھتے ہیں

Which He makes clear for those who know

صَدَقَ اللّٰهُ العَظِيمُ

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ

رسول اللہ ﷺ لوگوں کی بھلائی کے بارے میں سب سے زیادہ سخی تھے

وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ

اور ماہِ رمضان میں آپ ﷺ سب سے زیادہ سخاوت کرتے تھے

كَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ

ماہِ رمضان میں ہر رات حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے

يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْآنَ

نبی کریم ﷺ ان کے سامنے قرآن مجید پڑھتے تھے

فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ

جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملاقات کرتے

كَانَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

تو آپ تیز چلنے والی ہوا سے زیادہ بھلائی کی سخاوت کرتے تھے

(متفق عليه عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

؎ زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

حق باری تعالیٰ نے قرآن مجید (سورۂ بقرہ: آیت 85) میں گزشتہ اُمت کے ایک جرم اور اس کی سزا کا ذکر کیا ہے اور ایک دوسری بات جو کہ قرآن مجید میں متعدد بار بیان ہوئی ہے کہ ﴿لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا﴾ (تم اللہ کی سنت کو کبھی تبدیل ہوتا نہیں پاؤ گے) یعنی جو قوم بھی اس جرم کی مرتکب ہوگی وہ اسی سزا کی مستحق پائے گی۔

اس جرمِ عظیم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡکِتٰبِ وَ تَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ

’’کیا تم کتاب کی بعض باتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟‘‘

اور اس کی سزا کا بیان ان الفاظ میں ہے:

فَمَا جَزَآءُ مَنۡ یَّفۡعَلُ ذٰلِكَ مِنۡكُمۡ اِلَّا خِزۡیٌ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ الۡقِیَامَةِ یُرَدُّوۡنَ اِلٰۤی اَشَدِّ الۡعَذَابِ

’’جو (قوم) بھی تم میں سے یہ حرکت کرے اس کی سزا دنیا میں ذلت وخواری ہے اور قیامت کے دن ایسے لوگ سخت ترین عذاب میں لوٹائے جائیں گے‘‘۔

اس جرم کی سزا کے دو حصے قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں: ایک دنیاوی حصہ اور دوسرا اُخروی۔ اب جبکہ یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے طریقہ کار میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی اور دوسری

اُخروی۔اب جبکہ یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے طریقہ کار میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی اور دوسری طرف جب ہم موجودہ دور کے مسلمانوں کی حالت زار پر غور کرتے ہیں تو یہ جرم صاف نظر آ رہا ہے اور اس کی یہ سزا بھی۔ ہم مسلمانانِ پاکستان اسلام کو جزوی طور پر تو اختیار کرنے پر راضی ہیں مگر اسلام میں پورے کے پورے داخل ہونے کو تیار نہیں بلکہ اب تو معاملہ اس جزوی سے بھی درجہ بدرجہ پیچھے ہٹنے کی طرف جاری ہے۔ اگر واقعتاً یہی صورتحال ہے تو پھر اس جرم کی دنیاوی سزا بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ـــــ ذلت و رسوائی ـــــ اور اس سے بڑی آفت یہ ہے کہ یہ صرف سزا کا ایک حصہ ہے اس ذلت بھری صورتحال سے نکلنے کے لیے موت یا موت کی دعا بھی کوئی حل نہیں کیونکہ اس جرم کی حالت میں موت آ گئی تو وہ سزا کے دوسرے حصے (یعنی سخت ترین عذاب) میں ہمیں داخل کر دے گی۔ صورتحال تو بعینہٖ اس شعر کی مانند ہے

ے اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

حل ـــــ فقط ایک ہے اور وہ ہے اس جرم سے توبہ کی جائے یعنی کتابُ اللہ کی ہر بات پر ایمان وعمل والی زندگی اختیار کی جائے۔ ہم مسلمان جب تک شعوری طور پر اپنے اس جرم سے سچی توبہ نہیں کرتے اور پلٹ کر اسلام میں پورے کے پورے (انفرادی و اجتماعی طور پر) داخل نہیں ہو جاتے اس سزا کا ہم سے ٹالا جانا ممکن نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم مسلمانوں کو اس جرم کا احساس نصیب کرے تاکہ ہم ندامت کے آنسو بہا کر واپس پلٹیں اور اس کے دین میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں۔ آمین یارب العالمین۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

ترجمہ: اگر تم مسلمان بن کر زندہ رہنا چاہتے ہو تو قرآن کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کے علاوہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ (علامہ اقبال)

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس : انجینئر مختار فاروقیؒ

سُورَةُ البَقَرَة

آیات 204 تا 210

وَ مِنَ النَّاسِ — اور انسانوں میں سے ایسے بھی ہیں

مَنۡ يُّعۡجِبُكَ قَوۡلُهٗ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا — (اے نبی ﷺ!) آپ کو ان کی بات دنیاوی زندگی کے معاملات میں بڑی اچھی لگتی ہے

بڑا اچھا لباس ہے، بڑی اچھی صحت ہے، گفتگو کا خاص انداز ہے، MANNERS ہیں۔ اس میں منافقین کے کردار کی طرف اشارہ ہے اور ایسا کردار ہر دور میں پایا جاتا ہے آج کے دور میں بھی ایسے لوگ مل جائیں گے۔

وَ يُشۡهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىۡ قَلۡبِهٖ — اور وہ اللہ کو گواہ بناتا ہے اس پر جو اس کے دل میں ہے

یعنی جو کچھ وہ بات کہتا ہے ساتھ قسم بھی کھاتا ہے واللہ، باللہ آپ مجھ پر اعتبار کریں میری تو نیت بڑی صاف ہے میں تو چاہتا ہوں کہ ایسے دین کی خدمت کی جائے۔

وَ هُوَ اَلَدُّ الۡخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ — حالانکہ وہ سب سے زیادہ جھگڑالو (دشمن) ہے

ان آیات کا مفہوم تو عام ہے جس پر بھی یہ فٹ ہو جائیں وہ بھی مراد ہو سکتا ہے البتہ شانِ نزول کے لحاظ سے یہ ایک خاص شخص کے کردار کی طرف اشارہ ہے جو اس دور میں عبداللہ ابن اُبی کے بعد سب سے زیادہ مشہور منافق شخص تھا اخنس بن شریق۔ وہ حضور ﷺ کی مجلس میں

بڑی فصاحت و بلاغت سے گفتگو کر کے خود کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور جب وہاں سے جاتا تو فساد مچاتا تھا۔ یہاں اس کے کردار کی طرف اشارہ ہے۔

وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا اور جب وہ (آپ کی مجلس سے) واپس جاتا ہے زمین میں دوڑتا ہے تاکہ اس میں فساد پھیلائے

کبھی ادھر جا، کبھی ادھر جا، سفر کرتا ہے تاکہ لوگوں کو اسلام کے خلاف اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف ابھارے۔

وَ یُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ اور تباہ کرے کھیتیاں اور جانیں

وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ اور جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈر (تقویٰ اختیار کر) تو آمادہ کرتا ہے اس کو غرور گناہ پر

کجا یہ کہ وہ توبہ کرے اپنی غلطی کا احساس کرے وہ اور زیادہ گناہ پر آمادہ ہوتا ہے وہ اور زیادہ اکڑ جاتا ہے۔

فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ تو اس کے لیے کافی ہے جہنم اور وہ برا ٹھکانہ ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں اہل دوزخ کا ذکر آیا ہے تو ساتھ اہل جنت کا ذکر بھی آیا ہے تاکہ SIMULTANEOUS CONTRAST ہو جائے کہ یہ اہل دوزخ ہیں اور ان کا کردار کیا ہے اور یہ اہل جنت ہیں اور ان کا کردار کیا ہے بات واضح ہو جائے۔ اب آگے اہل جنت کا کردار آ رہا ہے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اپنی جان کو بیچ دیتے ہیں اللہ کی رضا جوئی کے لیے

ہمارا مال و جان حاضر ہے، اللہ جب چاہے جہاں چاہے جیسے چاہے حکم دے ہم یہ لگا دیں گے۔ کوئی دنیاوی واہ واہ کرانا مقصود نہیں ہے صرف اللہ کی رضا جوئی کے لیے۔

وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ اور اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے

ایسے بندوں پر تو خاص طور پر بہت مہربان ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے

اس مضمون کی ایک آیت ہم پہلے پڑھ چکے ہیں اور وہ سخت ترین وعید والی آیت تھی۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ (البقرہ:۸۵)

کیا تم کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک حصے کا انکار کرتے ہو۔ یہ جو تفریق کر لینا ہے، اللہ کے احکام میں سے CHOICE کر لینا ہے کہ یہ تو اللہ کا حکم مانیں گے یہ نہیں مانیں گے۔ اس کی سزا تو دنیا میں ذلت اور رسوائی کے سوا ہے ہی نہیں اور آخرت میں ایک عذاب ہے۔ یہاں بھی اسی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ اے اہل ایمان! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ یہ جزوی اطاعت اللہ کو پسند نہیں ہے۔ اللہ کی اطاعت کرنی ہے تو یک رنگی اختیار کرو، زندگی کے تمام معاملات میں، ہر WALK OF LIFE میں اللہ کی بندگی اختیار کرو۔ کاروبار میں، معاملات میں، رہن سہن میں، شادی بیاہ میں، انفرادی زندگی میں، اجتماعی زندگی میں اللہ کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ کے رنگ میں رنگ جاؤ، یک رنگی اختیار کرو۔

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اور شیطان کی پیروی نہ کرو

یہ شیطان انسان کو سکھاتا ہے کہ ایک معاملے یعنی نماز/روزے میں تو پابندی ہو رہی ہے لیکن کاروباری معاملات اس سے آزاد رکھے جا رہے ہیں کہ اس میں اللہ کے دین پر چلنا ممکن نہیں ہے یہ گویا کہ شیطان پٹی پڑھاتا ہے اور انسان کو اس راستے پر چلاتا ہے۔

اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۰۸﴾ بے شک وہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ پھر اگر تم اس راستے سے پھسل (ہٹ) جاؤ اس کے بعد کہ تمہارے پاس واضح احکام آچکے ہیں

یعنی سب کچھ جانتے بوجھتے اگر تم اللہ کے راستے سے آنکھیں بند کر لو اور غلط راستہ اختیار کرنا چاہو

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ تو جان رکھو اللہ بڑا زبردست ہے حکمتوں والا ہے

وہ تمہیں پکڑے تو اگلا سانس نہ آنے دے لیکن حکمتوں والا ہے اس نے دنیا میں مہلت دے رکھی ہے۔ فرعون جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اُس کو بھی اللہ نے فوراً نہیں پکڑا۔ دنیا میں مہلت ہے لیکن آخرت میں جب اللہ کے ہاں آؤ گے تو سارے اپنے کیے کرائے کا نتیجہ بھگت لو گے۔

قرآن تو اسی طرح بات کرتا ہے کہ دل میں جا کر لگتی ہے اور دل میں احساس بھی پیدا ہوتا ہے کہ بات تو ٹھیک ہے توبہ کرنی چاہیے سیدھا راستہ اختیار کرنا چاہیے لیکن آدمی اس کو معلق کرتا ہے اچھا کل کرلیں گے، اگلے ہفتے کرلیں گے، اگلے سال کرلیں گے، ذرا یہ کام ہو جائے، یہ مکان ادھورا پڑا ہے یہ پورا ہو جائے، بچی کی شادی ہو جائے پھر کرلیں گے۔ یہ دنیا کے عام طریقے ہیں جو شیطان پٹی پڑھاتا ہے یا انسان کے خود ذہن میں آجاتے ہیں کہ یہ باتیں ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو کیا موت کا وقت تمہیں معلوم ہے؟

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ کیا تم انتظار کر رہے ہو کہ اللہ بادلوں کے سائے میں خود آجائے

یہ نقشہ ہے قیامت کے دن کا کہ قیامت کے دن کوئی خاص انداز ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ اس دنیا میں انصاف کی کرسی پر بیٹھے گا، خود نزولِ اجلال فرمائے گا۔ جیسے سورۃ الزمر میں کہا گیا ﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا﴾ یہ زمین تیرے رب کے نور سے بھر جائے گی۔ یا دوسری جگہ فرمایا گیا ﴿وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ تیرا رب فرشتوں کے جلو میں اس زمین پر آئے گا اور انصاف کی کرسی پر متمکن ہوگا اور اس دن انصاف ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائے میں آجائے اس دن کا انتظار کر رہے ہو یعنی قیامت آجائے یا موت آجائے۔ اس وقت تو پھر توبہ ہی نہیں ہے۔ اس وقت کا تم کیوں انتظار کر رہے ہو۔ اس سے پہلے پہلے تم توبہ کرلو کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائے میں آجائے

وَ الْمَلٰٓئِكَةُ اور فرشتے اس کے ساتھ ہوں

وَ قُضِيَ الْاَمْرُ اور سارے معاملات فیصلے کر دیے جائیں

یہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ کیا تم اس دن کا انتظار کر رہے ہو۔

وَ اِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۲۱۰﴾ اور سارے معاملات تو اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

آیات 211 تا 216

سَلۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ کَمۡ اٰتَیۡنٰہُمۡ مِّنۡ اٰیَۃٍۭ بَیِّنَۃٍ آپ بنی اسرائیل سے پوچھئے کہ ہم نے انھیں کس قدر واضح نشانیاں دی تھیں

ہم پیچھے پڑھ آئے ہیں کہ بنی اسرائیل پر کتنی عنایات ہوئیں: فرعون سے نجات، من وسلویٰ، پتھر سے پانی، بادلوں کا سایہ اور طرح طرح کی عنایات جو اللہ کی طرف سے ان پر بار بار ہوئی ہیں۔ان میں سے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مار دیا پھر دوبارہ زندہ کیا شاید کہ وہ نیکی کی روش اختیار کرلیں۔ اتنے احسانات کے باوجود وہ سیدھے راستے پر نہیں آئے۔تو اللہ نے فرمایا: بنی اسرائیل سے پوچھ لو کہ ہم نے ان پر کتنے احسانات کیے تھے؟

وَمَنۡ یُّبَدِّلۡ نِعۡمَۃَ اللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُ اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت اس کے بعد کہ وہ اسے پہنچی ہو

اللہ کی نعمت کی ناشکری کرے یا اس کا انکار کرے

فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ تو اللہ تعالیٰ عذاب میں بہت سخت ہے

زُیِّنَ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا مزین کیا گیا ہے اس دنیا کی زندگی کو ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا ہے

یعنی کافر لوگ اس دنیا کی زندگی پر فریفتہ ہو گئے ہیں۔

وَیَسۡخَرُوۡنَ مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اور وہ مذاق اُڑاتے ہیں اہل ایمان کا

اہل ایمان کے کردار پر اور ان کی دینی سرگرمیوں پر ہنستے ہیں کہ ان لوگوں کو دین نے پاگل کر دیا ہے۔قرآن مجید میں منافقین کے بارے میں ہے وہ اہل ایمان کو کہتے تھے ﴿غَرَّ ھٰٓؤُلَآءِ دِیۡنُھُمۡ﴾ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے کہ یہ لوگ پرواہ ہی نہیں کرتے، اپنے مستقبل کی فکر ہی نہیں ہے، بچوں کی فکر نہیں ہے۔اس کا جواب قرآن مجید میں تیسویں پارے میں سورۃ المطففین کے آخر میں ہے ﴿فَالۡیَوۡمَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡکُفَّارِ یَضۡحَکُوۡنَ﴾ کہ قیامت کے دن اہل ایمان ان کافروں پر ہنسیں گے جنھوں نے دنیا میں انکار کی

روش اختیار کی۔ کافر وہاں خالی ہاتھ جائیں گے اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ وہاں اہل ایمان ان پر ہنسیں گے کہ ہم کامیاب رہے یا تم کامیاب رہے؟ تم دنیا میں ہم پر ہنستے تھے اور سمجھتے تھے یہ پاگل لوگ ہیں۔ ہم ٹھیک تھے یا تم ٹھیک ہو؟ آج تو تم انجامِ بد کو پہنچنے والے ہو تو ذرا سوچو۔ یہ مکالمہ اس لیے ظاہر کیا گیا کہ جو سوچنا چاہے وہ اس دنیا کی زندگی میں سوچے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور وہ لوگ جنھوں نے تقوے کی روش اختیار کی وہ قیامت کے دن ان سے بالاتر ہوں گے

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ اور اللہ تعالیٰ رزق عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے بلا حساب۔

اگلی آیت ان اہم آیات میں سے ایک ہے جو اس سورۂ بقرہ میں جا بجا آئی ہیں۔ جیسا کہ یہ بات پہلے بیان ہوئی تھی کہ سورۂ بقرہ کے اس حصے میں چار مضامین (عبادات، معاملات، جہاد بالمال اور جہاد بالنفس) بیان ہو رہے ہیں اور یہ چار پائی کی بُنتی میں مختلف رنگ کی چار لڑیوں کی طرح چل رہے ہیں اور ان کے درمیان بعض آیات علم و حکمت کے خوشنما پھولوں کی طرح آئی ہیں، ان میں سے ایک یہ آیت بھی ہے۔ اس میں تاریخ انسانی کا ایک بہت اہم نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں کے درمیان اختلاف کیوں ہوتا رہا ہے۔ جدید تحقیق یہ ظاہر کرتی ہے کہ دنیا میں پہلے سب انسان گمراہ تھے، مشرک تھے۔ دنیا میں انسان کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے کہ پہلے انسانوں کی ہدایت کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ قرآن کہتا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ پہلا انسان جو دنیا میں آیا وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے وہ نبی بھی تھے اور انھوں نے اپنی اولاد کو اللہ کی بندگی کی تعلیم دی تھی۔ لہٰذا اس دنیا کی ابتدا گمراہی سے نہیں ہوئی بلکہ توحید سے ہوئی ہے اللہ کی معرفت سے ہوئی ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جو قرآن مجید بیان کر رہا ہے اور جدید مغربی تہذیب کی ایک بہت بڑی غلطی کی اصلاح کر رہا ہے۔ کاش کہ ہم قرآن مجید کے یہ حقائق اس دنیا میں عام کرسکیں تاکہ لوگوں کی اصلاح ہوسکے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً پہلے پہل لوگ ایک ہی اُمّت تھے

گویا کہ پہلے سب لوگ اللہ کے ماننے والے تھے پھر ان کے درمیان اختلافات ہوگئے

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ تو اللہ نے ان کی طرف نبیوں کو مُبَشِّر

اور مُنذِر بنا کر بھیجا

انبیاء کرام علیہم السلام اچھے اور نیکو کار لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والے اور نافرمان ونابنجار لوگوں کے لیے انذار (warn) کرنے والے بن کر آتے تھے۔

وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ اور اللہ نے اُتاری ان کے ساتھ سچی کتاب

لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ تاکہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں ان باتوں میں جن میں وہ جھگڑا کرتے ہیں

یہ ایک اور بنیادی حقیقت ہے۔

وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ اور نہیں جھگڑا ڈالا اس کتاب میں مگر انہی لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی تھی

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح باتیں آ گئی تھیں انہوں نے کیوں جھگڑا ڈالا

بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ان کے درمیان ضدم ضدا کی وجہ سے

ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی ضد کی وجہ سے۔ جدید فلسفے کے مطابق انسان کی جبلّت کے اندر یہ بات ہے کہ وہ دوسرے سے آگے بڑھنا چاہتا ہے The urge to dominate، حُبِّ تفوّق۔ اس کے اندر ایک urge (شدید خواہش) موجود ہے کہ فلاں شخص کیوں آگے نکل گیا مجھے اس سے آگے نکلنا چاہیے۔ اُس کی بات کیوں مانی جائے میری بات مانی جانی چاہیے۔ یہ ایک urge ہے انسان کے اندر۔ ہر آدمی چاہتا ہے کہ میں آگے نکل جاؤں۔ اور یہی اختلاف کا سبب ہے دنیا میں۔ اور آج کے دور میں بھی سب سے بڑا اختلاف کا سبب یہی ہے۔ اختلاف کا سبب یہ نہیں ہوتا کہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ قرآن وحدیث کی بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ اصل وجہ ضدم ضدا ہوتی ہے کہ اس کی بات مان لی جائے تو میں تو پھر نیچا ہو گیا، میں تو غلط ہو گیا لہٰذا ہم بات مانیں گے ہی نہیں۔ یہ اختلاف کا سبب بنتا ہے۔

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پھر اللہ نے ہدایت دی اُن لوگوں کو جو ایمان لائے

لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ اس حق بات کی طرف جس میں لوگ جھگڑ رہے

تھے، اپنے حکم سے

وَ اللّٰهُ يَهۡدِيۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۲۱۳﴾ اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف

مطلب یہ ہے کہ جو ہدایت کا طلب گار ہے اللہ تعالیٰ اس کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ کیا تم نے یہ گمان کرلیا تھا کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے

وَ لَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ حالانکہ تم پر ویسے حالات تو گزرے ہی نہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر گزرے تھے

مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلۡزِلُوۡا ان کو پہنچی تھیں سختیاں اور تکلیفیں اور ان کو ہلا دیا گیا تھا

حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ یہاں تک کہ اللہ کے رسول اور ان کے ساتھ اہلِ ایمان یہ پکار اٹھے

بہت سخت حالات ہیں

مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ کب آئے گی اللہ کی مدد؟

اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴿۲۱۴﴾ آگاہ رہو! اللہ کی مدد بہت قریب ہے

گویا کہ غزوۂ بدر سے پہلے جو حالات تھے اس میں مسلمانوں کو یہ متنبہ کیا جا رہا ہے کہ ابھی تو سختیاں آئی ہی نہیں، ابھی تو بدر کی سختیاں آئیں گی، اُحد کی سختیاں آئیں گی، خندق کی سختیاں آئیں گی۔ تم نے سمجھا تھا کہ یہ میٹھے میٹھے ٹھنڈے ٹھنڈے چلتے چلتے جنت میں چلے جائیں گے۔ ابھی وہ سختیاں جو تم سے پہلے لوگوں پر گزری ہیں وہ تم پر آئی نہیں ہیں۔ ابھی اس کا انتظار کرو اپنے آپ کو ان مشکل حالات کے لیے تیار کرو۔ اسی لیے کہا جا رہا ہے ﴿اِسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوةِ﴾ صبر سے اور صلوٰۃ سے اپنی ڈھارس بندھاؤ، ہمت حاصل کرو۔

اب آگے جہاد فی سبیل اللہ کے مالی پہلو کا ذکر آ رہا ہے۔

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَا يُنۡفِقُوۡنَ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں

یعنی جو مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں کیا خرچ کریں کتنا خرچ کریں؟

قُلۡ مَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ آپ ان سے فرما دیجیے کہ تم جو کچھ بھی مال میں سے خرچ کرو

فَلِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ تو ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مساکین اور مسافروں کے لیے (خرچ کرو)

وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۲۱۵﴾ اور جو بھی کوئی نیکی کا کام تم کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہے۔

كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الۡقِتَالُ اے اہل ایمان! تم پر قتال لکھ دیا گیا ہے

كُتِبَ پہلے روزے اور قصاص کے بارے میں بھی آیا تھا اب قتال کے بارے میں بھی یہی لفظ آ گیا یعنی تم پر قتال اور جنگ کرنا فرض کر دیا گیا ہے۔

وَهُوَ كُرۡهٌ لَّكُمۡ اور یہ تمہیں ناپسند ہے

سب کو نہیں، کچھ تھے جن کو ناپسند تھا خاص طور پر منافقین۔ اور ویسے بھی انسان کی سرشت ہے کہ جس سے منع کیا گیا ہو اس کے لیے آدمی بہت بڑھ چڑھ کر بات کرتا ہے۔ جب جنگ کی اجازت نہیں تھی تو لوگ کہتے تھے کہ آپ جنگ کی اجازت دیں تو ہم ایسے کر دیں گے ایسے کر دیں گے۔ لیکن جب جنگ کی اجازت آ گئی تو پھر وہی لوگ جو پہلے باتیں بنا رہے تھے اب سب سے پیچھے کھڑے تھے۔ پہلے تم کہتے تھے کہ جنگ کی اجازت ہونی چاہیے اب قتال فرض کر دیا گیا ہے لیکن اب وہ تمہیں برا لگ رہا ہے۔

وَعَسٰٓى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـًٔـا وَّهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور حقیقت میں وہ تمہارے لیے بہتر ہو

وَعَسٰٓى اَنۡ تُحِبُّوۡا شَيۡـًٔـا وَّهُوَ شَرٌّ لَّـكُمۡ اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور حقیقت میں وہ تمہارے لیے نقصان دہ ہو

یہ ہمارے مشاہدے کی چیز ہے کہ ہم کسی چیز کو پسند کرتے ہیں حالانکہ بعد میں پتہ چلتا ہے کہ ہم جو اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے وہ دعا اگر قبول ہو گئی ہوتی تو مارے گئے تھے۔ ہو سکتا

ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حقیقت میں تمہارے لیے نقصان دہ ہو

وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۱۶﴾ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

آیات 217 تا 218

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الشَّہۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِیۡہِ اے نبی! آپ سے یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ محترم مہینے میں جنگ کرنا کیسا ہے

قُلۡ قِتَالٌ فِیۡہِ کَبِیۡرٌ آپ ان سے فرما دیجیے اس میں جنگ کرنا واقعی بڑی چیز ہے

لیکن بات تو ساری RELATIVE ہے اب کون سا گناہ بڑا ہے کون سا چھوٹا ہے۔

محترم مہینوں میں جنگ کرنا ٹھیک ہے بری بات ہے لیکن اس سے بڑے گناہ بھی تو ہیں۔

وَ صَدٌّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ کُفۡرٌۢ بِہٖ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ٭ وَ اِخۡرَاجُ اَہۡلِہٖ مِنۡہُ اللہ کے راستے سے روکنا اور اللہ (اور اس کے رسول) کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دینا

اَکۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰہِ یہ محترم مہینے میں جنگ کرنے سے زیادہ بڑا جرم ہے

وَ الۡفِتۡنَۃُ اَکۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ اور فتنہ برپا کرنا قتل کرنے سے زیادہ بڑا جرم ہے

فساد برپا کرنا بدامنی پیدا کرنا اللہ کے بندوں کو اور محمد ﷺ کے ساتھیوں کو تنگ کرنا یہ قتل کرنے سے زیادہ بڑا جرم ہے زیادہ بڑا فتنہ ہے۔

وَ لَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ اور (اے مسلمانو) وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے

حَتّٰی یَرُدُّوۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِکُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان کے بس میں ہو

ان کے ارادے اور خواہشیں یہ ہیں کہ تم سے جنگ کرتے رہیں کبھی جنگ ختم نہ ہو یہاں تک کہ تم یا تو ختم ہو جاؤ یا تم ان کے آبائی دین میں واپس چلے جاؤ اور مسلمانو! تم تو اللہ کے لیے لڑ رہے ہو تمہارے ارادے تو ان سے زیادہ مضبوط ہونے چاہئیں۔

وَ مَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ اور (یاد رکھو کہ) جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا

فَیَمُتۡ وَ ہُوَ کَافِرٌ اور کفر کی حالت میں ہی اس کو موت آ جائے

فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اس کے تو سارے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے

وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اور وہ آگ والوں میں ہوگا ہمیشہ اس آگ میں رہے گا

اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

یہ ایک واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر سے پہلے آٹھ صحابہ کو مکے سے طائف کی طرف جو راستہ جاتا ہے وہاں وادی نخلہ میں بھیجا تھا کہ وہاں جا کر کفار کی نقل و حرکت پر نظر رکھو۔ وہاں کچھ مڈ بھیڑ ہو گئی اور ایک کافر مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ ہجرت کے بعد یہ پہلا قتل مسلمانوں کی طرف سے ہوا ہے۔ اس کے نتیجے میں پھر جنگ بدر کے آثار پیدا ہوئے۔ تو کچھ لوگوں نے اعتراض کر دیا کہ رجب کا مہینہ شروع ہو چکا تھا اگرچہ ان مسلمانوں کو پتہ نہیں چلا تھا کہ چاند طلوع ہو گیا ہے، ایک آدمی ان کے ہاتھوں مارا گیا۔ اب یہ شور مچ گیا کہ محترم مہینے میں مسلمانوں نے ایک آدمی کو مار دیا یہ تو بڑی زیادتی ہو گئی۔ اللہ نے یہاں ذکر کیا ہے کہ تم ان اہل ایمان کا ایثار نہیں دیکھتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اتنی دور بھیجا جہاں سے کوئی کمک نہیں پہنچ سکتی تھی اگر کافر ان آٹھ آدمیوں کو مار دیتے تو پیچھے سے کوئی ان کی خبر لینے والا بھی نہیں تھا، مدینے میں خبر بھی کئی ہفتوں بعد پہنچتی۔ ان کا ایثار نہیں دیکھتے۔ ان سے غلطی ہو گئی ہے تو تم اس کا زیادہ چرچا کر رہے ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جنھوں نے ہجرت کی اور وہ لڑے اللہ کی راہ میں

اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وہی لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں

کوئی دنیاوی مفاد تو نہیں تھا صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا جس کی بنا پر چلے گئے

وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

کوئی ایسی غلطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے وہ بڑا مہربان ہے۔

ماہِ مبارک کا خیر مقدم کیجیے

حافظ عطاء الرحمٰن

ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے، جو کہ رحمتوں، برکتوں، مغفرتوں اور فضیلتوں سے مالا مال مہینہ ہے۔ ہمیں اس مہینے کا خیر مقدم کرتے ہوئے ابھی سے ایسی منصوبہ بندی کرنی چاہیے کہ اس کی رحمتوں اور برکتوں کو زیادہ سے زیادہ اپنے دامن میں سمیٹ لیں۔ اس ماہِ مبارک کی دو بڑی نسبتیں ہیں: (۱) یہ روزوں کا مہینہ ہے اور (۲) یہ قرآن کا مہینہ ہے۔

اس مہینے کی فضیلت کی اصل اور بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ روزوں کی فرضیّت کے لیے سال کے بارہ مہینوں میں سے اس کا انتخاب بھی نزولِ قرآن کا مہینہ ہونے کی وجہ سے ہی ہوا ہے اور اس کی راتوں میں قیام (تراویح) کی اہمیّت بھی قرآن کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوعِ انسانی کو ملنے والی بے شمار نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت قرآن مجید ہے۔ یہ قرآن انسانوں کو سب سے سیدھا راستہ دکھاتا ہے، یہ کفر و شرک کی گمراہیوں سے نجات دلاتا ہے، عقیدہ اور عمل کی اصلاح کرتا ہے، معاشرے میں اتحاد کی فضا قائم کرتا ہے، اُلفت و محبّت کا درس دیتا ہے، انسانوں میں باہمی مساوات کی بات کرتا ہے، انہیں اللہ کے علاوہ کسی اور کی غلامی سے آزادی دلاتا ہے، عدلِ اجتماعی کے نفاذ کی تاکید کرتا ہے، اخلاقی اور روحانی کمالات کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور دارین کی سعادت کو ایک ساتھ حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی مشہور نظم 'ابلیس کی مجلسِ شوریٰ' میں لکھا ہے کہ شیطان اپنے چیلوں کو آئینِ پیغمبر ﷺ یعنی قرآن کی بعض خصوصیات بتاتے ہوئے کہتا ہے: ؎

اَلحذر آئینِ پیغمبرؐ سے سو بار الحذر | حافظ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے | نے کوئی فغفور و خاقاں، نے فقیر رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک وصاف | مُنعِموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر وعمل کا انقلاب | پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں

گویا شیطان کو سب سے زیادہ خطرہ اس بات سے ہے کہ لوگوں کے سامنے شرعِ پیغمبر یعنی قرآن آشکارا ہو گیا تو موجود حالات میں اس کا قائم کردہ بے حیائی اور ناانصافی کا نظام ختم ہو جائے گا۔

ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ اس مہینے میں خاص طور قرآن کو اپنا ساتھی، اپنا رہبر و رہنما بنائیں، دن اور رات میں اس کی تلاوت کریں اور سنیں، اس کی آیات کو سمجھیں، اس کی نصیحتوں پر دھیان دیں، اس کے معانی پر غور و فکر کریں، اس کی حکمتوں سے آگاہی حاصل کریں، اس کے احکام پر خود بھی عمل کریں اور اپنے سماج و معاشرہ کو ان احکام پر عمل کی دعوت دیں اور اس کے نظامِ عدل کے قیام و نفاذ کو اپنی زندگی کا مشن بنا کر اس کے لیے بھرپور جدوجہد کریں۔

آج ہم اس کلامِ الٰہی کو اپنا امام و رہنما بنائیں گے تو یہ دنیا میں بھی ہمیں عزت دلائے گا اور کل قیامت کے دن بھی یہ بارگاہِ الٰہی میں ہماری شفاعت کرے گا اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اَلْقُرْآنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ قرآن ایسا سفارشی ہے جس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

رہا روزہ، تو یہ اس مہینے کی وہ فرض عبادت ہے جسے اسلام کا ایک بنیادی ستون اور اہم رکن قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> ’’تم میں جو شخص اس مہینے (ماہِ رمضان) کو پائے وہ اس کے روزے رکھے۔ اور جو تم میں بیمار ہو یا سفر پر ہو (جس کی وجہ سے روزہ رکھنا دشوار ہوتا ہے) تو دوسرے دنوں میں روزوں کی گنتی پوری کرے‘‘۔ (البقرہ: ۱۸۵)

یعنی ہر عاقل بالغ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس مہینے کے مکمل روزے رکھے۔ اگر اس مہینے میں بیماری یا سفر کے عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو بعد میں صحت و اقامت کے دنوں میں ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے (یا قضا پر قادر نہ ہونے کی صورت میں فدیہ دے گا)۔ اب رمضان کے روزے نہ رکھنے والا شخص دو آدمیوں میں سے ایک ہی ہو سکتا ہے: یا تو وہ کافر ہے جو

اسلام کو اپنا دین نہیں مانتا۔ یا وہ ہویٰ پرست جاہل ہے جس کا حقیقت میں کوئی دین نہیں ہے اور اس نے خود کو مسلمانوں میں شامل کیا ہوا ہے۔

مکمل ماہِ رمضان کے روزے رکھنے سے ایک مسلمان کی روحانی، عملی اور اخلاقی تربیت ہوتی ہے نیز جسمانی صحت بھی بحال رہتی ہے۔ روزہ اگر آداب کے ساتھ رکھا جائے تو انسان کو تقویٰ اور خوفِ خدا کی دولت میسر آتی ہے، اگر دل میں تقویٰ پیدا ہو جائے تو عمل کی اصلاح ہو جاتی ہے اگر مسلسل اعمال کی اصلاح ہوتی رہے تو اخلاق و عادات سنور جاتے ہیں۔

روزے کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ روزہ دار اپنے تمام اعضاء (زبان، کان، آنکھ وغیرہ) کو تمام محظورات اور گناہوں سے بچائے۔ اگر آدمی حلال کھانے، پینے اور ازدواجی تعلقات سے تو پرہیز کرے لیکن معصیت یا حرام کاموں میں لگا رہے تو اس کے روزے کا کیا فائدہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ، یعنی بہت سے روزے داروں کے لیے بھوکا رہنے کے سوا کچھ نہیں لکھا جاتا۔ جو شخص روزہ رکھ کر بھی گناہ کے کام کرتا ہے اس کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں: مِثَالُ هٰذَا الصَّائِمِ مِثَالُ مَنْ يَبْنِيْ قَصْرًا وَ يَهْدِمُ مِصْرًا، یعنی اس روزے دار کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص ایک مکان تعمیر کرتا ہے اور سارا شہر تباہ کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَسْخَبْ، فَاِنْ سَابَّهٗ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهٗ، فَلْيَقُلْ: اِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ (متفق علیہ)
>
> ”روزہ ڈھال ہے۔ پس جس دن تم میں سے کسی کا روزہ ہو اس دن وہ نہ زبان سے کوئی بے حیائی کی بات کرے اور نہ شور شرابہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا آدمی اس کو برا کہے یا اس سے جھگڑا کرے تو اُس کو کہہ دے: میں روزے دار ہوں“۔

ہم دعا کرتے ہیں: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ اے اللہ! ہمیں رمضان کا مبارک مہینہ نصیب فرما اور پھر ہمت بھی دے کہ ہم اس میں روزے اور قرآن کے حقوق صحیح طریقے سے ادا کریں اور اس میں اپنی رحمتوں اور برکتوں سے ہمارے آنگن بھر دے۔ آمین یا ذا الجلال والاکرام

سائنس اور مذہب میں مقاربت ومغایرت

بابِ دوم: نصابِ تعلیم میں سائنسی قوانین ونظریات

انجینئر فیضان حسن
(پی ایچ ڈی سکالر، فیصل آباد)

فصلِ اوّل: طبیعاتی قوانین۔ تعارفی جائزہ وتشکیک

(الف) بقائے مادہ کا قانون

قانون بقائے مادہ ایک سائنسی نظریہ ہے۔ اِس کو جاننے سے پہلے لفظ ''مادہ'' کی وضاحت کی جاتی ہے۔ اور مادہ کے متعلق یونانی اور مسلم فلاسفرز کی آرا کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ مادہ:

''مادہ ہر وہ چیز ہے جس کو ہم حواسِ خمسہ کے ذریعے سے معلوم کرتے ہیں۔ نیز وہ وزن رکھتی ہے اور جگہ گھیرتی ہے''۔ (اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ج ۱۸)

مادہ یا ہیولٰی فلسفہ کی ایک اِصطلاح ہے۔ اِسے انگریزی میں "Matter" کہتے ہیں۔ عام طور پر اس کے معنی ہیں کہ جس کے وجود کا امکان ہے، جو حقیقتاً موجود نہیں لیکن صفات کے حصول پر کوئی شے بن سکتی ہے۔ چونکہ تصور یہ ہے کہ ممکن حقیقت بن سکتا ہے تو کچھ مدارج طے کرنے کے بعد اِس دور کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ نشو ونما کی ایک اعلیٰ صورت کے لیے ایک کم تر درجہ کی صورت بطور مواد کے کام دے سکتی ہے۔

2۔ مادہ کے متعلق یونانی فلاسفر کی آراء:

1۔ طالیس کے نزدیک تمام اشیاء کی اصل پانی ہے۔ تمام اشیاء پانی کی بنی ہوئی ہیں۔

2۔ انیکسی منز: ابتدائی مادہ کے اندر لامحدودیت اور حرکتِ ازل کے صفات کا ہونا ضروری ہے اور یہ دونوں لازمی صفات صرف ہوا کے اندر پائی جاتی ہیں۔ ہوا اس کے نزدیک ابتدائی مادہ ہوا۔

3۔ گورگیاس تو سرے سے وجود ہی کا انکار کردیتا ہے۔

4۔ ہیرا ملیتوس: ابتدائی مادہ نہ پانی ہے اور نہ ہوا بلکہ آگ ہے جو غیر مخلوق اور ازلی وابدی ہے۔

5۔ انکسا گورس: مادہ محض ایک عنصر ہے۔ ابتدائی عناصر صرف چار ہیں یعنی آگ، ہوا، پانی، مٹی، جو نہ پیدا ہوتی ہیں اور نہ فنا ہوسکتے ہیں اور ان کا جوہر ہرگز تغیر پذیر نہیں ہے۔ ان ابتدائی عناصر کی تعداد وہی ہے جو پہلے تھی اور وہی رہے گی۔ اس میں نہ اضافہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی کمی واقع ہوسکتی ہے۔ ان کی ماہیت بھی ناقابلِ تغیر ہے۔

6۔ افلاطون: تصورات کو ابدی اور ناقابلِ تغیر سمجھتا ہے اور ان کے مظاہر یعنی اشیاء کو تغیر پذیر اور فانی قرار دیتا ہے۔ یعنی اس کے نزدیک کامل وجود تصور میں پایا جاتا ہے۔ چیزوں کے اندر جو حقیقت پائی جاتی ہے وہ تصور کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا اشیاء کے دیگر عناصر کی ماہیت وہی ہوگی جو حسی مدرکات کو تصور سے الگ کرتی ہے۔ یہ عنصر لازمی طور پر لامحدود، لاموجود اور لامعلوم اور لاثبات ہوگی۔ یہ افلاطونی مادہ کی تعریفات ہیں۔ یہ مادہ خود کوئی صورت نہیں رکھتا لیکن مظاہر کی تمام متغیر صورتوں کا محل ہے۔

7۔ ارسطو: تصورات کو اشیاء سے الگ موجودات تسلیم نہیں کرتا یا دوسرے لفظوں میں وہ صورت کو مادہ سے الگ مستقل وجود نہیں سمجھتا۔ مادے کے بغیر کوئی صورت نہیں ہوسکتی اور مادہ بغیر صورت کے نہیں ہوسکتا۔ مظاہر صور کے محض سائے یا عکس نہیں ہیں۔ البتہ ان کو حقیقی وجود صور سے ملتا ہے۔ اِس کے نزدیک صورت سے مراد کسی شے کی ایسی خاصیت ہے جو اس نوع کی باقی تمام اشیاء میں بھی پائی جاتی ہے۔ مادے سے شے میں انفرادیت پیدا ہوتی ہے۔ مادہ مختلف صورتیں اختیار کرلیتا ہے لیکن اس کی پہلی صورت کسی اور صورت میں نہیں بدل سکتی۔ مادہ اور صورت دونوں نہ پیدا ہوتے ہیں اور نہ فنا ہوتے ہیں۔ ارسطو مادے کو مبدا امکان اور صورت کو مبدا واقعیت کہتا ہے۔

3۔ مسلم فلاسفر اور مادہ کی تعریفات:

1۔ ابن سینا کے نزدیک صورت وہ ماہیت ہے جس کی بدولت جسم اپنی موجودہ حالت میں

ہے۔اور مادہ وہ ہے جو (حامل) صورت کی تائید کرتا ہے۔ مادہ صرف صورت کے ساتھ ہی موجود ہوسکتا ہے۔ مادہ صورت کے لئے پیدا کیا گیا ہے لیکن صورت مادہ کے لیے تخلیق نہیں ہوئی۔ ایک جسم صورت اور مادہ سے مل کر بنتا ہے۔ ابنِ سینا ارسطو کے اس نظریہ کی تردید کرتا ہے کہ وجود امکان میں بھی ہوتا ہے۔ اس کے برعکس وہ صرف واقعیت میں وجود کا قائل ہے۔

2۔ اخوان الصفا نے مختلف نظریات کو مادہ کی وضاحت میں پیش کیا۔ ابتدائی مادہ زندگی سے اس وقت کا ملاً علیحدہ ہو چکا ہے اور وہ صرف اپنے وجود ہی میں قائم ہے اور یہ ایک روحانی صورت میں ہے جو روح کلی سے نکلا ہوا ہے۔ ابتدائی مادے کو ثانوی مادے سے اس طرح مختلف کہا گیا ہے کہ وہ جسم مطلق بننے سے قبل تین اشکال اختیار کرتا ہے۔ ثانوی مادہ خدا کے ساتھ وجود میں آتا ہے اور اس کا یہ عمدہ ترین مبدا ہے۔ پھر عقل آتی ہے جو رسمی مبدا ہے اور اِس کے بعد روح سامنے آتی ہے۔ چار مبادی ایسے ہیں جو کہ تمام اجسام پر عمل کرتے ہیں جو ثانوی مادے سے بنے ہوئے ہیں:

1۔ مصنوعی امور کا مادہ 2۔ مظاہرِ فطرت کا مادہ

3۔ ثانوی مادہ یا کلی مادہ 4۔ اصلی مادہ

گویا مختصراً اس کی وضاحت یوں ہوئی کہ ’’اصل مادہ صرف وجود ہی رکھتا ہے۔ کلی مادہ کی تین واجہات ہیں۔ جسم متعین، جسم مطلق سے مل کر بنا ہے، جو کہ مادہ کی صورت میں ہے۔ اور ایک مخصوص صورت میں ہے۔‘‘ (اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ج ۱۸)

4۔ مادے کا وجود اور اس کی ماہیت:

مظاہر فطرت مادی اشیاء کے مجموعے کا نام ہے اور مادی اشیاء ہمیں کسی نہ کسی جسم کی صورت میں محسوس ہوتی ہیں اور خود جسم چند عوارض جیسے رنگ، شکل اور مقدار وغیرہ کی مجموعی ہیئت کا نام ہے۔ اس بارے میں فلاسفر کے ہاں اِختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا یہ عوارض اجتماعی صورت میں جسم کی حقیقت کو مکمل کر دیتے ہیں یا ان کے علاوہ جسم میں کوئی اور چیز بھی ایسی ہے جس کو یہ عوارض لاحق ہوتے ہیں اور جس کا نام مادہ ہے۔ بعض فلاسفر کے نزدیک مجموعہ عوارض کے علاوہ جسم میں ایک اور حقیقت بھی موجود ہے، جو خود تمام عوارض سے مبرا ہے اِسی کا نام مادہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عوارض سے الگ ہم جسم کو محسوس نہیں کر سکتے۔ لہٰذا مادہ کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے

کسی اور دلیل کی ضرورت ہے۔

اگر مادہ کے وجود کا انکار کر دیا جائے تو جسم محض مجموعہ عوارض رہ جاتا ہے اور اگر وجود مادہ کو مان لیا جائے تو جسم مادہ اور عوارض سے مرکب ایک حقیقت بن جاتا ہے۔ یقینی اور حتمی طور پر نہ تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ جسم میں عوارض کے علاوہ مادہ نہیں پایا جاتا اور نہ ہی اِسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ جسم میں عوارض کے علاوہ جسم میں مادہ بھی موجود ہے جس کو یہ عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ دونوں کے حق میں مختلف عقلی دلائل پیش کیے جاتے ہیں لیکن یہ دلائل قطعی نہیں ہیں۔ اس لیے ہمیں مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم کائنات میں مختلف قسم کے اجسام کا ادراک کرتے ہیں لیکن ہم ان کی ماہیت کو نہیں سمجھ سکتے۔ (Russsel, Bertrand, The Problem of Philosophy)

5۔ مادہ اور اِسلام:

سائنس دانوں کے نزدیک ہر چیز جس میں انسان حیوان اور نباتات بھی شامل ہیں مادے سے بنی ہیں۔ مذہبی کتب نے مادے کی خاصیتوں اور اجزا یا اس قسم کے دیگر خیالات پر اس لئے روشنی نہیں ڈالی کہ ان میں انسان کی فلاح کے متعلق مطلق اصول بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن حکیم کے مطابق چوپائے اور نباتات بھی پانی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ پانی بھی آکسیجن اور ہائیڈروجن کے امتزاج سے بنتا ہے۔ اور یہ بھی مادے میں شامل ہے۔ قرآن حکیم کی آیاتِ مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کو مٹی سے بنایا گیا پھر پانی وجہ پیدائش بنا۔ متعدد آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ O

(الروم:20)

''اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اب تم انسان ہو کر جابجا پھیل رہے ہو''۔

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ O الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ O ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ O (السجدہ:6-8)

''یہی تو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا (اور) غالب اور رحم والا (خدا) ہے جس نے ہر چیز کو بہت اچھی طرح بنایا (یعنی) اس کو پیدا کیا۔ اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا پھر اس کی نسل خلاصے سے (یعنی) حقیر پانی سے پیدا کی''۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ Oوَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ O(الرحمٰن:14-15)

''اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا''۔

اب جو قرآنی آیات کو بطور دلیل کے پیش کیا۔ وہ اس بات کی دلالت پیش کر رہی ہیں کہ انسان حیوانات چرند پرند غرضیکہ ہر ذی روح کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا O(فرقان:54)

''اور وہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا۔ پھر اس کو صاحب نسب اور صاحب قرابت دامادی بنایا۔ اور تمہارا پروردگار (ہر طرح کی) قدرت رکھتا ہے''۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍO (المرسلات:20)

''کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے نہیں پیدا کیا؟''

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ Oخُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ O(الطارق:5-6)

''تو انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کاہے سے پیدا ہوا ہے وہ اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے''۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَىْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَO(الانبیاء:30)

''اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟''

هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَO (النحل:10)

''وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جسے تم پیتے ہو اور اس سے درخت بھی

(شاداب ہوتے) ہیں جن میں تم اپنے چارپایوں کو چراتے ہو‘‘۔

قانون بقائے مادہ کے قدیم وجدید نظریات کا ردّ از روئے قرآن

1۔ مسئلہ تخلیق:

عظیم الشان کائنات اور کثیر مادہ کی تخلیق کیسے ہوئی ؟اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے اس سے قبل چند ایسے کاموں کا جاننا ضروری ہے کہ جو رات دن ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ کیونکہ انھی کاموں سے متاثر ہوکر مادی اور فلسفیانہ نظریات بنے۔ یہ کام کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً انسانی کام، فطری کام، خود بخود وقوع پذیر ہونے والے کام اور حادثات انسانی کام وہ ہیں جو انسان اپنے ہاتھوں سے انجام دیتا ہے۔اس کام کی تکمیل کے لئے وہ موجودہ مادہ یعنی مٹی، لکڑی، لوہا وغیرہ سے کوئی چیز بناتا ہے۔فطری کام وہ ہیں جو ایک تسلسل سے ہوتے ہیں۔ مثلاً درختوں اور پودوں کا اُگنا ہر درخت پر اس کے پھولوں اور پھلوں کا لگنا۔

حادثہ وہ عمل ہے کہ جس میں دو مادی چیزوں کے ٹکرا سے کوئی نئی چیز پیدا ہوتی ہے۔ یا دو چیزوں کے اتصال سے کوئی نئی چیز بنتی ہے۔ مثلا دو سخت مادی چیزوں کے ٹکرا سے آگ کا اور بادلوں کے اتصال سے گرج اور بجلی کا پیدا ہونا۔خود بخود وقوع پذیر ہونے والا وہ عمل ہے جو اپنے آپ اور خود بخود ہوتا ہے۔ مثلا دن رات اور موسموں کا بدلنا۔اس کے لئے بھی مادہ یا اِس کے اسباب کا ہونا ضروری ہے۔ یہ تمام تصرفات یعنی غیر موجود کو موجود اور ناممکن کو ممکن کر دینا صرف ذاتِ باری تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ O

(البقرہ: 117)

’’(وہی) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے‘‘۔

اِنَّمَاۤ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ O (یٰسین:82)

’’اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ

ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے''۔

2۔ عملِ تخلیق کیا ہے:

عملِ تخلیق اس عمل کو کہتے ہیں کہ جس میں ایک نئی چیز جو کبھی موجود نہ تھی موجود ہو جاتی ہے۔ یعنی غیر موجود کا موجود ہونا تخلیق کہلاتا ہے۔ تخلیق کے لئے مادہ یا مادہ کے اسباب کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ تخلیق خود مادہ پیدا کرتی ہے، غیر موجود کو موجود شکل دیتی ہے اور یہ سب کچھ اللہ کی ذات باری تعالیٰ کرنے پر قادر ہے کہ جس نے کائنات کو عدم سے وجود بخشا اور اِس کے نظام کو چلایا۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ O

(المومنون:17)

''اور ہم نے تمہارے اوپر (کی جانب) سات آسمان پیدا کئے اور ہم خلقت سے غافل نہیں ہیں''۔

اس ذاتِ باری تعالیٰ نے نہ صرف کائنات کو عدم سے وجود بخشا بلکہ اس کے تمام نظام کا بھی اپنی حکمت اور قدرتِ کاملہ سے چلانے پر قادر ہے اور تمام چیزوں کے خزانے اس کے پاس موجود ہیں۔ زمین پر جس چیز کی جتنی ضرورت ہوتی اتنا اس کا نزول فرماتا ہے۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ O (القمر:49)

''ہم نے ہر چیز اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے''۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا O (فاطر:41)

''خدا ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ ٹل نہ جائیں۔ اگر وہ ٹل جائیں تو خدا کے سوا کوئی ایسا نہیں جو ان کو تھام سکے۔ بیشک وہ بردبار (اور) بخشنے والا ہے''۔

3۔ تخلیق کائنات حادثہ نہیں:

تخلیقِ کائنات کوئی حادثہ نہیں کیونکہ حادثہ میں بھی دو مادی چیزوں کا موجود ہونا ضروری

ہے۔ جب مادہ ہی موجود نہیں تھا تو حادثہ کا ہونا ناممکن ہے۔ حادثہ موجود مادے کو دوسری شکل دیتا ہے یا تباہ کر دیتا ہے۔ اگر یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ یہ کائنات کی تخلیق حادثے یا دھماکے سے ہوئی تو اس میں پابندی وقت، نظم وضبط، عدل وتوازن اور ریاضیاتی اصولوں کی پابندی ممکن نہیں تھی۔ اِس بات کی وضاحت قرآن یوں پیش کرتا ہے:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ O (الانبیاء:22)

’’اگر آسمان اور زمین میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین وآسمان درہم برہم ہوجاتے۔ جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں خدائے مالک عرش ان سے پاک ہے‘‘۔

الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِىْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ O (الملک:03)

’’اس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (اے دیکھنے والے) کیا تو (خدا) رحمٰن کی آفرینش میں کچھ نقص دیکھتا ہے؟ ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بھلا تجھ کو (آسمان میں) کوئی شگاف نظر آتا ہے؟‘‘

مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ سے اللہ کی قدرتِ کاملہ کا اظہار ہوتا ہے کہ کس طرح اللہ کی ذات کائنات کا انتظام نظم وضبط اور عدل وتوازن سے کرنے پر قادر ہے، اس میں کوئی بدنظمی اور خامی نہیں ہے۔ کائنات کے مشتملات اور ان میں کامل نظم وضبط، عدل وتوازن، کشش اور حرکت یہ سب اسی کی قدرتِ کاملہ کا اِمتیاز ہے اور اللہ کی ذات بابرکت کو کائنات کی تخلیق کے لئے کسی مادے کی ضرورت نہ تھی نہ وہ ذاتِ باری تعالیٰ اس کی محتاج ہے بلکہ وہ عدم سے کائنات کو تخلیق کرنے پر قادر ہے اور جب چاہے اس کو ایک دھماکے سے ختم بھی کر دینے پر قادر ہے۔ (جاری ہے)

اللّٰھم صلِّ علٰی محمدٍ وآلِ محمد

فتنۂ دجّال

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

حصہ پنجم II

محمد نعمان اصغر

vii. ظہور دجال کے قرائن وشواہد

جو عنقریب دجال کے خروج کی نشان دہی کر رہے ہیں

احادیث کی روشنی میں (ان احادیث کا تذکرہ سابقہ باب میں ہو چکا ہے)

i. نیو ورلڈ آرڈر کا دنیا پر نافذ ہونا:

دجال سے قبل ایک عالمی نظام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ وحی خدا سے منہ موڑ کر اور قانون سازی کا اختیار عوام کے نمائندوں کے ہاتھوں میں دے کر جو سیکولر نظام اپنایا گیا ہے وہ آج پوری دنیا میں چھا چکا ہے۔ اس نظام میں انفرادی زندگی میں اپنے اپنے دین و مذہب پر عمل کی آزادی ہے لیکن معاشرت، معیشت اور سیاست یعنی اجتماعی نظام میں نہیں ہے۔ سیکولرازم کے پیروکار اسلامی نظام کے مقابلے میں اس نظام کو پوری دنیا پر نافذ کر چکے ہیں جسے وہ نیو ورلڈ آرڈر کا نام دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ شیطانی ورلڈ آرڈر ہے۔ حدیث مبارکہ میں اسے دجال کی آمد سے قبل فتنۂ دجال کہا گیا ہے جو آج تمام مسلم اور غیر مسلم ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اس نظام سے افغانستان نے اپنے آپ کو بچایا ہوا ہے جسے زیر کرنے کی پوری کوشش جاری ہے۔

ii. وسائل زندگی پر چند قوتوں کا قبضہ ہونا:

بنیادی انسانی ضروریات اور وسائل جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عطا فرمائے ہیں ان وسائل پر چند قوتوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ یہ قوتیں انسانوں کو بھوکے پیاسے مارنے اور اپنی مرضی

کروانے کا ایجنڈا رکھتی ہیں۔ یہ وسائل نافرمان ریاستوں اور باغی افراد کے لئے ممنوع ہوں گے۔دجال کی آمد سے قبل وسائل دجالیوں کے ہاتھوں میں جا چکے ہوں گےاور دنیا انسانوں کے لئے تنگ ہوتی جارہی ہے۔حدیث مبارکہ کے مطابق دجال کا خروج اس کا نقطۂ عروج ہوگا۔

iii. شام میں ہولناک جنگ اور تباہی ہونا:

حدیث مبارکہ کے مطابق خروجِ دجال کی ایک بہت بڑی علامت شام میں ہولناک جنگ ہے۔گزشتہ کئی سالوں سے شام میں یہ جنگ شدت سے جاری ہے۔اس جنگ نے پورے ملک کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔لاکھوں لوگ ہلاک اور مہاجر ہو چکے ہیں۔ظلم وزیادتی کی نئی داستانیں ملک شام میں رقم کی گئی ہیں۔اس جنگ میں کئی نام نہاد اسلامی ملک اور حکومتیں کفر کے ساتھ ہیں۔اس جنگ میں آخر کار مسلمان بے شمار نقصان اٹھانے اور قربانیاں دینے کے بعد فتح یاب ہوں گے اور کفر کی اجتماعی طاقت کو شکست ہوگی۔اس کے بعد دجال کا خروج ہوگا۔

iv. مسجد و منبر سے دجال کا تذکرہ ختم ہونا:

حدیث مبارکہ کے مطابق دجال کی آمد سے قبل مسجد و منبر سے دجال کا تذکرہ ختم ہوجائے گا۔علماء اس موضوع سے لاپرواہی اور لاتعلقی برتیں گے۔لوگوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنا چھوڑ دیا جائے گا۔لوگ اسے غیر متعلقہ موضوع سمجھتے ہوئے اس سے منہ موڑ لیں گے۔اس کے تذکرہ سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا جائے گا اور اسے قبل از وقت قرار دیا جائے گا۔تذکرۂ دجال میں جتنی غفلت ہوتی جائے گی، دجال کا خروج اتنا نزدیک آتا جائے گا۔حتیٰ کہ مکمل غفلت اور لاپرواہی کے وقت وہ نمودار ہوکر سامنے آجائے گا اور یہ کیفیت بالفعل پیدا ہوچکی ہے۔

v. ایک سال قبل فصل اور بارشوں کا بند ہونا:

حدیث مبارکہ کے مطابق دجال کے خروج سے ایک سال قبل بارشیں بند ہوجائیں گی اور کوئی فصل نہ اُگ سکے گی۔ چنانچہ قحط وخشک سالی کا دور دورہ ہوگا۔جانور ہلاک ہوجائیں گے۔ ممکن ہے یہ کیفیت صرف عرب کی ہو یا خروجِ دجال کے علاقے کی۔ یہ کیفیت قدرتی بھی ہوسکتی ہے اور دجالی قوتوں کی بھی جو کسی جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے ایسے حالات پیدا کردیں گی۔اس سخت کیفیت میں دجال کا خروج ہوگا۔وہ لوگوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار کروائے گا اور اس کے بدلے میں ان پر بارشیں برسائے گا اور ان کے جانوروں کو زندہ کرے گا۔

vi. حالات کی سختی اور شدید مشقت کا دور ہونا:

حدیث مبارکہ کے مطابق دجال کے خروج سے قبل دنیا شدید مصائب اور پریشانیوں میں گرفتار ہوگی۔ انسان کسی قبر کے پاس سے گزرے گا اور آرزو کرے گا کہ کاش وہ زندہ نہ ہوتا بلکہ اس قبر میں ہوتا۔ اس آرزو کی وجہ حالات کی سختی اور شدید مشقت ہوگی۔ دنیا کی معیشت کو شدید جنگیں، بدامنی، مہنگائی، بیماری اور وبائیں تباہ و برباد کردیں گی۔ سخت افراتفری چاروں طرف پھیل جائے گی۔ آج دنیا بے شمار پریشانیوں اور تکالیف کا شکار ہوچکی ہے۔ دنیا کا امن تباہ اور معیشت برباد ہے۔ مہنگائی کے طوفان سے لوگ پریشان اور بے بس ہیں۔ شدید ذہنی کیفیت سے دوچار دنیا کسی مسیحا کی تلاش میں ہے۔ ایسے حالات کی شدت دجال کے خروج کی نشانی ہے۔

vii. سخت بیماری وقحط کا مسلط ہونا:

حدیث مبارکہ کے مطابق دجال کے خروج سے قبل دنیا سخت بیماری یا قحط کا شکار ہوجائے گی۔ دوسری احادیث میں قربِ قیامت سے قبل ایک عالمگیر وبا کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ یہ قحط یا بیماری مصنوعی ہو یا قدرتی، بے پناہ تباہی و بربادی پھیلائے گی۔ دنیا شدید پریشانی کا شکار ہوجائے گی۔ اس وبا کی آڑ میں نئے قوانین بنائے جائیں گے اور لوگوں کو سخت شکنجے میں کس دیا جائے گا۔ انفرادی آزادی کو انتہائی محدود کر دیا جائے گا۔ دنیا کا موجودہ نظام بدل کر اسے نئی صورت دی جائے گی۔ بیماری وقحط کی شدت عوام کو اپنی حکومتوں کے مقابلے میں لا کھڑا کردیگی۔

viii. لوگوں کا دجال کے خروج کی تمنا کرنا:

حدیث مبارکہ کے مطابق دنیا کے حالات اس قدر خراب ہوجائیں گے کہ کسی کے بھی قابو میں نہ رہیں گے۔ اس صورتحال میں وہ ایک مسیحا کی آرزو کریں گے جو ان کی پریشانیوں کو دور کردے۔ ان کی تمنا دجال کے خروج سے پوری ہوگی۔ عالمی میڈیا پر اس طرح کی خبریں مسلسل سننے میں آرہی ہیں۔ لوگوں کا پہلے سے ذہن بنایا جارہا ہے کہ تمہارا مسیحا ہی آکر حالات بدلے گا۔ لوگ اسے نجات دہندہ سمجھ کر اس کا انتظار کریں گے اور اس کے خروج کے لیے دعائیں کریں گے۔ وہ حالات پر قابو پاکر لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالے گا لیکن حقیقت میں وہ مسیح دجال ہوگا۔

ix. گھٹیا اور فاسق لوگوں کا دوسروں پر تبصرہ کرنا:

حدیث مبارکہ میں ایسے لوگوں کو ''رُوَیبِضہ'' کہا گیا ہے۔ گھٹیا اور بدکردار لوگ دانشور

بن بیٹھیں گے اور دوسروں پر تبصرے کریں گے۔ وہ لوگوں کو سیاسی، معاشرتی، مذہبی اور معاشی طور پر بظاہر رہنمائی دیں گے لیکن اصل میں انہیں ذہنی انتشار کا شکار اور گمراہ کریں گے۔ ایسے لوگوں کو رہنما اور قوم کا خیر خواہ بنا کر پیش کیا جائے گا۔ میڈیا پر اس قسم کے لوگوں کی بھرمار ہے جو مختلف ٹاک شوز اور دوسرے پروگرامز میں دانش وروں کے روپ آتے ہیں لیکن ان کا اصل ایجنڈہ لوگوں کو گمراہ کرنا اور فکری طور منتشر کرنا ہوتا ہے۔ اسی کام کے لئے ان کی ٹریننگ ہوتی ہے اور وہ اسی کام کی بھاری تنخواہیں پاتے ہیں۔ یہ دجال کے خروج کے قریب ہونے کی نشانی ہے۔

x. بیت المقدس کا آباد ہو جانا:

اسرائیل ایک ناجائز ریاست ہے جس نے فلسطین کے باشندوں پر بے پناہ ظلم کر کے اپنا قبضہ جمایا ہوا ہے۔ دنیا کے بہت سے ممالک خاص طور پر عربوں نے کافی عرصہ تک اس ناجائز قبضے کو تسلیم نہیں کیا لیکن ایک وقت آئے گا کہ اسرائیل اپنی قوت و طاقت اور سازشوں کے بل پر اپنے آپ کو عربوں سے بھی تسلیم کرا لے گا۔ دوسری طرف دنیا کا مرکز بھی اسرائیل بن جائے گا۔ بیت المقدس اس حوالے سے آباد ہو چکا ہے۔ عرب دنیا اسرائیل کے آگے زیر نگیں ہو چکی ہے۔ حدیث مبارکہ کے مطابق بیت المقدس کا آباد ہونا خروجِ دجال کی ایک بڑی علامت ہے۔

xi. مدینہ منورہ کا ویران اور بے آباد ہو جانا:

حدیث مبارکہ کے مطابق خروجِ دجال سے قبل مدینہ منورہ شدید ویرانی کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ اس ویرانی کی وجہ کوئی وبا بھی ہو سکتی ہے جس کی جھلک کرونا کی شکل میں دنیا دیکھ چکی ہے جب حرمین کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا تھا۔ خانہ جنگی بھی اس کا سبب بن سکتی ہے جس کے باعث مدینہ منورہ ویران و بے آباد ہو جائے۔ لوگ مدینہ منورہ کو خود چھوڑ کر چلے جائیں گے یا یہ بھی ممکن ہے کہ حالات کی خرابی یا دہشت گردی کے باعث کوئی آپریشن کرنا پڑے اور خود حکومت لوگوں کو مدینہ منورہ خالی کرنے کا حکم دیدے۔ یہ بھی خروجِ دجال کی ایک بڑی علامت ہے۔

xii. رومیوں کا اسّی جھنڈوں تلے حملہ کرنا:

خروجِ دجال سے قبل رومی یعنی عیسائی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ عربوں پر حملہ آور ہوں گے۔ حدیث کے مطابق اس سے قبل مسلمانوں اور عیسائیوں میں صلح ہو گی اور وہ مل کر کسی اور دشمن سے لڑیں گے۔ اس کے بعد عیسائی بدعہدی کریں گے اور صلح ختم ہو جائے گی اور اسّی (80)

جھنڈے لے کر مسلمانوں پر چڑھائی کریں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔ اتنے بڑے اتحاد کی ایک جھلک اس سے پہلے افغانستان میں دیکھی جا چکی ہے جب درجنوں ممالک کی فوج نے مل کر اس ملک پر حملہ کیا تھا۔ مشرقِ وسطیٰ کے حالات بڑی تیزی سے اس ہولناک جنگ کی طرف جا رہے ہیں۔ کسی خود ساختہ واقعہ کو بہانہ بنا کر کفار کی فوج عرب ممالک پر چڑھ دوڑے گی۔

xiii. قسطنطنیہ کا مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل جانا:

نبی اکرم ﷺ کے زمانے کا قسطنطنیہ آج کا استنبول (ترکی) ہے۔ یہ رومیوں کے زیر تسلط رہا جسے مسلمانوں نے بڑی جدوجہد اور قربانیوں کے بعد فتح کیا۔ خلافت عثمانیہ بھی ترکوں کے عروج کا دور ہے۔ گزشتہ صدی میں خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ترک زوال کا شکار ہو گئے۔ تاہم آج ترکی پھر بیدار ہو رہا ہے اور امت کی رہنمائی کرتا نظر آ رہا ہے۔ معاشی لحاظ سے بھی ترکی کافی مضبوط ہو چکا ہے۔ اگرچہ اس وقت ترکی میں اسلامی نظام کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ آج بھی ترکی سیکولر نظام ہی اپنائے ہوئے ہے۔ اس نظام کے گہرے سائے ترکی کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں جن سے نکلنے کے آثار فی الحال نظر نہیں آ رہے۔ ایک اسلام پسند جماعت گذشتہ دو دہائیوں سے اقتدار میں ہے لیکن سیکولر نظام ہی وہاں رائج ہے۔ یورپی یونین میں شامل ہونے کے لئے ترکی مذہب اور اپنی روایات سمیت ہر قیمت ادا کرنے کے لئے تیار ہے۔ بہر حال محسوس ہوتا ہے اس کے بعد ترکی ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل جائے گا، واللہ اعلم۔ حدیث کے مطابق مسلمان اسے دوبارہ فتح کریں گے۔ اس فتح پر دجال شدید غضبناک ہو کر نکلے گا گویا مسلمانوں کے ہاتھوں سے قسطنطنیہ کا نکل جانا خروجِ دجال کے قریب ہونے کی نشانی ہے۔

نوٹ: خروج دجال کی آخری تین علامات کا تعلق ان سوالات سے ہے جس کا تذکرہ صحیح مسلم میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے۔ یہ تینوں سوالات حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے دجال نے کئے تھے۔ ان کے جوابات خروجِ دجال کی نشاندہی کر رہے ہیں۔

xiv. نخل بیسان کو پھل نہ لگنا:

حدیث مبارکہ کے مطابق بیسان کے نخلستان کو پھل نہ لگنا دجال کے خروج کی علامت ہے۔ نخل کھجور کے درخت کو اور نخلستان کھجوروں کے باغ کو کہتے ہیں اور بیسان ایک علاقے کا نام ہے۔ یہ علاقہ فلسطین میں ہے اور اس وقت اسرائیل اس پر قابض ہے۔ یہ علاقہ کھجوروں کے

باغات اور پیداوار کی وجہ سے مشہور تھا لیکن عرصہ ہوا کہ اس کے باغات نے پھل دینا بند کر دیا تھا۔ دجال کے خروج کا اس باغ کی پیداوار بند ہونے سے بڑا گہرا تعلق ہے۔

xv. بحیرہ طبریہ کا پانی ختم ہونا:

اسرائیل کے شمال مشرق میں اردن کی سرحد کے قریب بحیرہ طبریہ ہے۔ بحیرہ چھوٹے سمندر کو کہتے ہیں جب کہ طبریہ یا طبرستان اس کا نام ہے۔ اس آبی ذخیرے کا کل رقبہ 166 مربع کلومیٹر ہے۔ اسے ''گلیل کی جھیل'' بھی کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی علاقے کی نسبت سے گلیلی (یعنی گلیل کے رہنے والے) کہا جاتا تھا۔ آپؑ نے اپنی تبلیغی مساعی کا اکثر حصہ اسی جھیل کے ارد گرد ادا کیا ہے۔ اس جگہ پر بھی اسرائیل نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ اسرائیل اس کے پانی کو کھیتی باڑی اور دیگر مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہے جس کے باعث اس کا پانی بڑی تیزی کے ساتھ کم ہوتا جا رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس کا پانی اپنے سابقہ لیول پر اب دوبارہ کبھی بھی نہیں آ سکے گا۔ بحیرہ طبریہ کا پانی ختم ہونا بھی خروجِ دجال کی ایک بڑی علامت ہے۔

xvi. عین زغر سے پانی خشک ہونا:

عین چشمے کو کہتے ہیں اور زغر کسی کا نام ہے (غالباً لوط علیہ السلام کی ایک بیٹی کا نام ہے) جس کی طرف یہ چشمہ منسوب ہے۔ یہ بحیرہ مردار کے مشرق میں واقع ہے۔ اس کا پانی بھی کھیتی باڑی اور دیگر ضروریات کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ تاہم اس وقت اس کا پانی خشک ہو چکا ہے۔ اس جگہ پر بھی اسرائیل کا قبضہ ہے۔ حدیث مبارکہ کے مطابق اس چشمے کے پانی کا خشک ہونا بھی دجال کے خروج کی ایک بڑی علامت ہے۔

☆ دجال کے سوالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نخل بیسان کو پھل نہ لگنا، بحیرہ طبریہ کے پانی کا ختم ہونا اور عین زغر کے چشمے کا خشک ہونا اہم علامات ہیں۔ ان کا دجال کے خروج کے ساتھ گہرا ربط ہے۔ ان علامات سے دجال خود بھی آگاہ تھا اسی لئے اس نے بالخصوص ان کے بارے میں پوچھا۔ ان سوالات کے بعد دجال نے بتایا کہ میرا خروج عنقریب ہونے والا ہے۔

نوٹ: اگرچہ قرائن وشواہد میں احادیث مبارکہ سے مدد لی گئی ہے تاہم تطبیق کے حوالے سے کی گئی وضاحت میں غلطی کا امکان موجود ہے۔ اس حوالے سے اصل علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ہم ''واللہ اعلم'' کہہ کر اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عافیت کی پناہ میں آتے ہیں۔

فتنوں اور ظہور دجال کا باہمی تعلق

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے فتنوں کا تذکرہ کررہے تھے۔(1)۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنۂ احلاس سمیت بہت سے فتنوں کا تذکرفرمایا۔ایک شخص نے پوچھا:اے اللہ کے رسول! فتنہ احلاس سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتنہ احلاس سے مراد جنگ وجدل اور شکست وریخت ہے۔(2)۔پھر خوشحالی وآسودگی کا فتنہ اُبھرے گا۔اس کی ابتداء وانتہا اور سرپرستی وذمہ داری ایسے آدمی کے ہاتھ میں ہوگی جو اپنے گمان کے مطابق مجھ سے ہوگا حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔میرے دوست تو پرہیزگار لوگ ہیں۔پھر لوگ ایسے شخص پر صلح کرلیں گے جو مستقل طور پر بادشاہت کے لائق اور اس کا اہل نہیں ہوگا۔(3)۔اس کے بعد بھیانک آفت ومصیبت پر مشتمل فتنہ نمودار ہوگا۔وہ امت کے ہر فرد کو ہلا کر رکھ دے گا۔جب کہا جائے گا کہ فتنہ ختم ہو چکا ہے تو حد سے زیادہ بڑھ کر سامنے آئے گا۔بندہ بوقت صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر۔لوگ دو جماعتوں میں بٹ جائیں گے:ایک جماعت صاحب ایمان ہوگی اس میں کوئی نفاق نہیں ہوگا اور دوسری جماعت صاحب نفاق ہوگی اس میں کوئی ایمان نہیں ہوگا۔جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا تو دجال کا انتظار کرنا۔وہ اسی روز آسکتا ہے یا پھر اگلے دن آجائے گا۔(مسند احمد)

<u>نوٹ:</u> حدیث مبارکہ کے مطابق پہلے جنگ وجدل کا فتنہ ہے۔گزشتہ چند صدیوں میں دنیا پر بدترین جنگیں مسلط رہی ہیں۔ان جنگوں نے دنیا کو تباہ وبرباد کرکے رکھ دیا ہے۔اس کے بعد خوشحالی کے فتنے کا تذکرہ ہے۔دنیا سائنس،ٹیکنالوجی اور وسائل کی ترقی کے باعث جنت نظیر بنا دی گئی ہے۔یہ فتنہ اس وقت اپنے عروج پر ہے۔وسائل بے شمار ہیں لیکن ان کی تقسیم غلط ہے۔اس کے بعد دجالیت کا فتنہ ہے جو پوری دنیا کو نظریاتی اور عملی طور پر تباہ وبرباد کررہا ہے۔فکری طور پر مسلمان بھی اس کی زد میں آچکے ہیں۔منافقت کھل کر سامنے آچکی ہے۔اب یہ منافقت کھلم کھلا کفر کی طرف گامزن ہے۔اس کے بعد حالات خروجِ دجال کی نشان دہی کررہے ہیں۔واللہ اعلم

نفاذِ اسلام کی راہ میں بڑی رکاوٹ

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

پاکستان کلمہ طیبہ کے نعرے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔ قیام پاکستان کو 75 سال ہوگئے ہیں۔ اب تک یہاں کلمہ طیبہ والے نظام یعنی اسلام کا نفاذ نہیں ہوسکا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اور رکاوٹ لادینی (Secular) سیاسی جماعتیں ہیں۔ ہمارے ملک کا دستوری نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس ملک میں لادینی نظریات کی حامل سیاسی جماعتوں کی گنجائش نہیں ہے۔ اسلام انسانوں کے درمیان تفریق صرف نظریاتی بنیاد پر کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ''وہی (اللہ تعالیٰ) تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مومن۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھتا ہے''۔ (التغابن:2)

اس تقسیم کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو ''حزب اللہ'' کا مبارک نام دیا ہے اور دوسرے گروہ کو، چاہے وہ کافر ہوں یا منافق، ''حزب الشیطان'' قرار دیا ہے۔ (المجادلہ:19۔22)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے تمام شعبوں پر اپنی عمل داری قائم کرنا اس کا حق ہے۔ اہل ایمان کے لیے اقتدار کا حصول کوئی دنیاداری کا کام نہیں ہے بلکہ اسلامی ریاست کا قیام ان کے لیے ویسا ہی ضروری ہے جیسا نماز پنج گانہ کی ادائیگی کے لیے مسجد کی تعمیر و آبادکاری۔ اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو بھیجا۔ ارشاد الٰہی ہے:

''ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا پیدا کیا اس میں شدید جنگی صلاحیت ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں اور تاکہ اللہ جان لے کہ کون مدد کرتا ہے اس کی اور اس کے رسولوں کی غیب میں ہونے کے باوجود۔ بے شک اللہ قوی (اور) غالب ہے''۔(الحدید:25)

عدل وقسط کا یہ نظام قائم کرنے کے بعد اس کی ہر طرح سے حفاظت کی ذمہ داری اہل ایمان پر عائد ہوتی ہے اور وہ سب مل کر یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔اس کے لیے دفاعی قوت کا حصول بھی فرض ہے۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

''اور جہاں تک ہوسکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے، ہیبت بیٹھی رہے گی۔اور تم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا''۔(الانفال:60)

خارجی دشمنوں کے خلاف دفاعی حصار قائم کرنے کے ساتھ اندرونی دشمنوں سے نبٹنا بھی اسی حکم میں شامل ہے۔اسلامی ریاست میں اہل حل وعقد عوام الناس کی صرف دنیوی فلاح و بہبود کا اہتمام ہی نہیں کرتے بلکہ وہ انہیں اُخروی زندگی میں کامیابی کے حصول کے لیے مددگار ہوتے ہیں۔جیسا کہ اللہ جل وعلا کا فرمان ہے:

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں اقتدار دیں تو وہ نماز کا نظام قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کا نظام جاری کرتے ہیں اور نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے''۔(الحج:41)

برصغیر کے مسلمانوں نے علیحدہ ملک حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کرنے سے پہلے جو مقصد اپنے سامنے رکھا تھا اس کی وضاحت تحریک کے دو بڑے رہنماؤں، علامہ محمد اقبال اور

محمد علی جناح (قائداعظم)، نے بڑے واشگاف انداز میں اس طرح کی تھی۔ مثلاً علامہ اقبال نے علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''اسلام کے لیے یہ ایک موقع ہوگا کہ عرب ملوکیت کے تحت اس پر جو پردے پڑ گئے تھے، ان سے چھٹکارا حاصل کر سکے اور اپنے قوانین، تعلیمات اور ثقافت کو اپنی اصل روح کے ساتھ روحِ عصر سے ہم آہنگ کر سکے''۔

اسی طرح قائد نے بھی دوٹوک انداز میں فرمایا تھا: ''جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں یا جب ہم کہتے ہیں کہ یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے تو وہ (ہندو) خیال کرتے ہیں کہ ہم مذہب کو سیاست میں گھسیٹ رہے ہیں حالانکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔ اسلام ہمیں مکمل ضابطہ حیات دیتا ہے۔ یہ نہ صرف ایک مذہب ہے بلکہ اس میں قوانین، فلسفہ اور سیاست سب کچھ ہے۔ درحقیقت اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی ایک آدمی کو صبح سے رات تک ضرورت ہوتی ہے۔ جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں تو ہم اسے ایک کامل لفظ کی حیثیت سے لیتے ہیں۔ ہمارا کوئی غلط مقصد نہیں بلکہ ہمارے اسلامی ضابطہ کی بنیاد آزادی، عدل و مساوات اور اخوت ہے''۔

علامہ اقبال تو قیامِ پاکستان سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہوگئے۔ قائد نے جدوجہد جاری رکھی اور پاکستان اللہ کے فضل وکرم سے قائم ہوگیا۔ بظاہر ناممکن کام ہوگیا۔ خود قائد اس کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''تم جانتے ہو کہ جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے! یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہیں کر سکتا تھا میرا ایمان ہے کہ یہ رسول خدا کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے''۔ (بحوالہ پروفیسر ڈاکٹر ریاض علی شاہ صاحب سے ایک ملاقات)

یہ طویل تمہید اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے باندھی گئی ہے تاکہ یہ سمجھ میں آجائے کہ اسلام کے سیاسی نظام میں پارٹی بازی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آج جس سیاست کا دور دورہ ہے اس میں اس موقف کو دیوانگی قرار دیا جائے گا۔ یہ حکم لگانے سے پہلے ہماری معروضات پر تھوڑی سی توجہ دینا قارئین پر فرض ہے۔ دیکھیے! اگر تو آپ اسلام کو دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح

کا محض ایک مذہب سمجھتے ہیں تو پھر آپ کو ہماری رائے کو مسترد کرنے کا پورا حق ہے۔ لیکن اگر آپ ہمارے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات سمجھتے ہیں، جس کی بنیاد ایمان پر ہے، جس کا اپنا منفرد نظامِ عبادات ہے، جس کی غمی وخوشی کے مواقع پر اپنی رسومات ہیں اور جس کا اپنا پورا سماجی، معاشی اور سیاسی نظام (Socio-politico-economic system) ہے تو پھر خدارا غور فرمائیں کہ ایسے نظامِ حیات کو عملی طور پر زندگی کے ہر شعبے میں اور بالخصوص معاشرتی، معاشی اور سیاسی شعبوں میں اختیار کرنے کے لیے لادینی سیاست کی علمبردار، لادین سیاسی جماعتوں (Secular political parties) کی گنجائش کیسے ہوسکتی ہے۔ یہ حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے ہماری دینی ومذہبی سیاسی جماعتیں 75 سال سے اسلامی نظام کے لیے جدوجہد کرنے کے باوجود تقسیم ہند سے پہلی والی پوزیشن پر کھڑی ہیں۔

مزید ستم یہ ہے کہ یہ جماعتیں اسلام کے نفاذ کے لیے لادینی سیاسی جماعتوں سے اتحاد بھی کر رہی ہیں۔ مثال کے طور پر موجودہ صورت حال کا مشاہدہ کیجیے۔ جمعیت علمائے اسلام پی ڈی ایم کی اتحادی ہے اور کچھ وزارتیں بھی اس کو ملی ہوئی ہیں، پی ڈی ایم حکومت ٹرانس جینڈر قانون کو تحفظ دے رہی ہے اور جمعیت کچھ نہیں کرسکتی۔ وفاقی شرعی عدالت نے بھی جمعیت سے یہی سوال کیا ہے کہ جب یہ قانون پاس کیا گیا تھا تو اس وقت آپ کہاں تھے؟ یہ کہہ کر ان کی اپیل خارج کر دی۔

لادینی سیاسی جماعتوں کی ویسے بھی پاکستانی سیاست میں قیامِ پاکستان کے شروع سے جو حیثیت ہے وہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جیسے ہی قائداعظم اور لیاقت علی خان جیسی قومی وملّی سوچ کی حامل شخصیات منظر عام سے ہٹیں تو پاکستانی سیاست صرف وڈیروں، جاگیرداروں، نوابوں اور قبائلی سرداروں کے ذاتی مفادات کا کھیل بن کر رہ گئی اور اس سے میدانِ سیاست میں جو دھما چوکڑی مچی اسے جواز بنا کر 1958ء میں بری فوج کے کمانڈر انچیف نے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔ وہ دن اور آج کا دن، پاکستان میں اقتدار کے دو مستقل ستونوں کی حیثیت فوج اور سول بیوروکریسی کو حاصل ہے۔ قیامِ پاکستان کے وقت جو فوج اور بیوروکریسی پاکستان کے حصے میں آئی تھی اس کی پرورش وتربیت لادینی افکار پر ہی ہوئی تھی۔ اس لیے یہی دوستون لادینی سیاسی

جماعتوں کو باری باری اقتدار کے مزے چکھاتے رہتے ہیں۔ان میں فوج کو Upper hand حاصل ہے اور اپنی اس حیثیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ جب چاہے خود بھی اقتدار پر قبضہ کر لیتی ہے۔اسی حیثیت میں فوج میں جنرل ضیاء الحق صاحب جیسا صوم وصلوٰۃ کا پابند جب اقتدار پر قابض ہوا تو اس نے ملک میں اور فوج کے اندر اسلامی اقدار کو رواج دینے کی کوشش کی۔ورنہ پہلے فوج میں اس طرح کا معاملہ نہیں تھا بلکہ کوئی مذہبی پس منظر رکھنے والا شخص فوج میں آفیسرز کیڈر میں آتا تو وہ اپنی مذہبی شناخت کو چھپانے کی کوشش کرتا تھا۔ جنرل مشرف صاحب نے آ کر اسی لادینی سوچ کو فروغ دیا، جس کے تحت ان کی تربیت ہوئی تھی۔ ہماری قوم کا حافظہ بہت کمزور ہے اس لیے یاد دلاتے ہیں کہ مشرف صاحب نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد پہلی پریس کانفرنس کے دوران اپنے پالتو کتے بھی عوام کو دکھائے تھے۔ان حالات میں اقتدار بالعموم لادینی سیاسی جماعتوں کو سونپ کر طاقت کے یہ سرچشمے دراصل اپنے ایجنڈے کی ہی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں۔

اس تجزیے کے مطابق پاکستانی سیاست میں قومی سیاسی جماعتوں کا کردار محض ایک سراب ہے۔اسی لادینی سوچ سے ہی علاقائی اور لسانی جماعتیں وجود میں آئیں۔ جہاں تک مذہبی سیاسی جماعتوں کا تعلق ہے ان کا کوئی مثبت اور مستقل کردار پاکستانی سیاست میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ اسی کا مظہر ہے کہ پاکستان کی 75 سالہ تاریخ کے دوران صرف ایک جماعت، جمعیت علمائے اسلام، کو پہلے نہایت مختصر مدت کے لیے مفتی محمود رحمہ اللہ کی قیادت میں پاکستان کے سب سے چھوٹے صوبے کا اقتدار حاصل ہوا مگر وہ بھی ان لوگوں کے سہارے جو علمائے دین کے لیے علانیہ طور پر نہایت رکیک اور توہین آمیز الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ بعد میں 90 کی دہائی میں پھر اسی جماعت کو مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی سرپرستی میں جماعت اسلامی کے ساتھ مل کر حکومت بنانے کا موقع ملا مگر لادینی ماحول میں اسلام کے نفاذ کی طرف پیش رفت کچھ بھی نہ ہو سکی۔اسی طرح جماعت اسلامی کو پاکستان کے سب سے بڑے شہر (کراچی) میں قابل لحاظ عرصے کے لیے اقتدار حاصل رہا لیکن صرف بلدیات تک۔ البتہ مذہبی سیاسی جماعتوں کا لادینی سیاسی جماعتوں کے مقابلے میں پاکستان کی سیاست میں ایک نہایت نمایاں اور مؤثر بلکہ فیصلہ کن کردار رہا ہے۔اس کردار کی مثالیں پیش کرنے سے پہلے

جس موقف کو اس مضمون میں واضح کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، اس کا اعادہ ضروری ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ لادینی سیاسی جماعتیں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہی دراصل طاقت کے سرچشموں کے لیے ان کے لادینی عزائم کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہیں۔

اگر دینی مذہبی جماعتیں لادینی جماعتوں کا سہارا ڈھونڈنے کی بجائے، اپنا وہ کردار اپنائیں جس کی مثالیں ہمیں پاکستانی سیاست میں ملتی ہیں تو پھر نفاذِ اسلام کی طرف پیش قدمی ہو سکتی ہے۔ وہ راستہ جس کو دینی جماعتوں کو اختیار کرنا چاہیے وہ ایک ایسی زوردار تحریک ہے جس کا اوّل و آخر مقصد دین اسلام کا غلبہ و نفاذ ہو۔ پاکستانی سیاست میں مذہبی جماعتوں کے فیصلہ کن کردار کے حوالے سے پہلا موقع اس وقت آیا جب فیلڈ مارشل ایوب خان کے خلاف تحریک چلی اور ایوب خان کو اقتدار سے بے دخل کر دیا گیا۔ اس میں مؤثر کردار مذہبی جماعتوں کا تھا۔ بعد ازاں بھٹو صاحب کے اقتدار کے خاتمے کا سہرا بھی اصلاً مذہبی جماعتوں ہی کے سر پر تھا۔ اسی طرح بینظیر بھٹو کی حکومت کے خاتمے اور پھر الیکشن میں شکست کا کریڈٹ بھی سب سے بڑھ کر مذہبی جماعتوں کو ہی جاتا ہے۔ مذہبی جماعتوں کی یہ ساری تحریکیں محدود وقتی تقاضوں کے تحت تھیں اس لیے ان کا کوئی فائدہ دین اسلام کو نہ پہنچ سکا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہر طرح کی لادینیت کو پاکستان سے ختم کرنے کے لیے دینی سیاسی جماعتوں کو لادینی سیاسی جماعتوں سے قطع تعلق کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر نبویؐ منہاج کے مطابق نفاذِ اسلام کی جدوجہد شروع کرنی چاہیے۔ اسی سے لادینی سیاست کا خاتمہ ہوگا اور یہ ملک منزلِ مراد کو پہنچے گا۔ اِن شاءاللہ۔

استغفراللہ العظیم وأتوب إلیہ

ہے کوئی وطنِ عزیز کا پرسانِ حال

مولانا محمد انور چیمہ

پاکستان ایک نیم قبائلی جاگیر ہے جس کی معیشت اور سیاست پر چند وڈیرے قابض ہیں جنہوں نے آمریت کو جمہوریت کا نام دے رکھا ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے 6 سو سال قبل مسیح والے نظام کو جدید شکل دے رکھی ہے کہ جتنا کوئی بڑا جاگیردار ہے اتنا ہی بڑا عہدہ اسے حاصل ہے۔ صرف آقا اور غلام کی اصطلاح بدل کر حکمران اور عوام کا نام دے رکھا ہے اور پاکستان میں جاگیردار اور لوٹ مار کے نتیجے میں بننے والے نودولیتے اور ہائی لیول کے مہذب دہشت گرد برسراقتدار ہیں۔ ہر بڑی سیاسی پارٹی ایک کام بڑی دیانتداری سے کر رہی ہے وہ یہ کہ ایک دوسرے کے خصائل خوب چن چن کر عوام کے سامنے دکھا رہے ہیں اور خوب ایک دوسرے کے حقائق افشاں کر رہے ہیں ایک دوسرے کو اس قدر ننگا کر رہے ہیں کہ اگر شیشے میں اپنا منہ دیکھیں تو یہ حالت ہو گی کہ ؏ اپنے چہرے آئینوں میں جب دیکھو گے تو ڈر جاؤ گے۔ اب بات پیر مرید، ارشاد اور مرشد کے پاکیزہ اوصاف تک آن پہنچی ہے۔ افسوس کسی کو مرشد (سربراہ مملکت) کے تقدس کا ادراک ہوتا۔ حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں: ؎

مرشد کامل اوہ سہیڑیے، جیہڑا دو جگ خوشی وکھاوے ہو
پہلے غم ٹکڑے دا میٹے ، وت رب دا راہ سمجھاوے ہو
اس کلر والی کندھی نوں، چا چاندی خوب بناوے ہو
جس مرشد ایتھے کجھ نہ کیتا، اونوں ویندی ندی لڑائیے ہو

یعنی مرشد (سربراہ) اس شخص کو بنانا چاہیے جو دنیا اور آخرت کی خوشحالی کا راستہ دکھائے۔ وہ رزق حلال کے حصول (معیشت) میں پیش آنے والی مشکلات کو بھی ختم کرے اور راہِ خدا پر چلنے کی تلقین بھی کرے۔ وہ اس سرزمین (پاکستان) کو چاند کی طرح چمک عطا کردے۔ جو مرشد ان اوصاف سے عاری ہو اور جھوٹے وعدے اور تسلیاں دیتا ہو اس کو راستے سے ہٹا دینا چاہیے۔

پاکستان اس وقت ایسے لیڈروں کے ہتھے چڑھا ہوا ہے جو اقتدار کے نشے میں ہر حد پار کرنے کو تیار کھڑے ہیں ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر اپنا نجات دہندہ اسلام دشمن طاقتوں میں تلاش کر رہا ہے ہر کوئی اقتدار کی خاطر ''موت بھی قبول ہے'' کا نعرہ بلند کیے ہوئے ہے۔ ان سیاسی لوگوں نے پاکستان کا وہ حشر کیا ہے جو درندے اپنے مردہ شکار کی کھینچا تانی میں نہیں کرتے۔ اللہ کی پناہ! جن امتحانات، مشکلات اور عزت و آبرو کی قربانیوں کے بعد یہ پاکستان لا اِلٰہ اِلا اللہ کے فکری تخیل سے حاصل کیا تھا وہ خوفناک اور ہلا دینے والے واقعات جب میری نظروں کے سامنے آتے ہیں تو بے خود ہو کر اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہوں اور ان درندہ صفت سیاسی وڈیروں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ایک دردناک چشم دید واقعہ جو مجھ سے خود بیتا ہے عرض کرتا ہوں۔ یہ 1960ء کی بات ہے میں اس وقت پنجاب یونیورسٹی کا طالب علم تھا ہم چند لوگ شیرائن وزٹ پر ہندوستان گئے جب ہم امرتسر ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی 2 سے 3 گھنٹے کے لیے ٹھہری۔ ہم لوگ قانون سے بے خبر دربار صاحب تاریخی سکھوں کا مقدس مقام دیکھنے کو جی چاہا۔ اسٹیشن سے تانگہ لیا اور دربار صاحب کی طرف چل دیے جونہی دربار صاحب کے مین دروازے کے سامنے پہنچے تو پیچھے سے سیٹی کی آواز آئی تانگے والے نے بڑے غصے سے ہمیں مخاطب ہو کر بولا اوے تم مسلے ہو؟ ہم نے بھی اسی انداز سے آگے سے جواب میں کہا کیا تم بت پرست ہندو سمجھتے ہو۔ اتنے میں ایک سپاہی نے ڈانٹ کر کہا اترو مت، کوتوالی چلو۔ تانگہ سیدھا کوتوالی لے گیا سامنے نیم پلیٹ پر لکھا ہوا تھا کوتوال ہیبت سنگھ باجوہ ہم پیش ہوئے کوتوال نے تحکمانہ انداز سے پوچھا: کون ہو تم؟ میں فوراً بولا مجھے محمد انور چیمہ کہتے ہیں۔ باجوہ صاحب اٹھے مجھے گلے لگایا کہا خون کو خون سے بڑی محبت ہوتی ہے! میں نے کہا میں لا الہ الا اللہ کہنے والا ہوں باجوہ صاحب نے سنی اَن سنی کر دی اور تانگے والے کو حکم دیا انہیں واپس سٹیشن پر لے جاؤ اور وہاں انہیں میرا ابتا دینا۔ گاڑی تیار تھی ہم سوار ہوئے بٹالہ ریلوے اسٹیشن پر اُترے اور قادریہ سلسلے کے

بزرگ کی درگاہ کی زیارت کی۔ رات آرام سے سوئے صبح مسجد میں نماز پڑھی۔ ایک 35-40 سال کا آدمی آیا مجھے نام سے بلا کر پوچھا کون ہیں؟ میں نے کہا بندہ میں ہوں۔ وہ مجھے علیحدہ لے جا کر کہنے لگا آپ اپنے چند دوستوں کے ساتھ ناشتہ ہمارے گھر آ کر کرنا۔ احوال پوچھنے کے بعد اس کے گھر چلے گئے انڈے اور پراٹھے سامنے رکھے تھے ایک بھلے چہرے والی دوشیزہ نے بڑے دل ہلا دینے والے لہجے میں کہا پا جی سلامین یعنی سلام کیا جو شخص ہمیں لے کر آیا تھا وہ ہمارے لیے کوئی چیز لانے کے لیے شاید بازار چلا گیا تھا۔ اس جوان لڑکی نے موقع پا کر اپنی بات سنائی کہ میں مسلمان ہوں 1947ء میں پاکستان جاتے ہوئے پکڑی گئی تھی۔ یہ صاحب جس نے دستر خوان سجایا ہے میرا خاوند ہے 1952ء میں میری سکھ خاندان میں شادی کر دی گئی یہ دو بیٹے ہیں۔ یہ منظر ہم سے دیکھا نہ گیا، ہم رو پڑے۔ ایک ساتھی کی غیرت کی رگ پھڑک گئی ہم نے اسے خاموش کیا۔ وہ مسلمان بیٹی سمجھ گئی آہستہ سے کہنے لگی اب میں آپ کے ساتھ کیسے جا سکتی ہوں۔ یہ میرے بچے اور حالات آپ کے سامنے ہیں اتنے میں سردار صاحب کوئی ٹوکری فروٹ کی لے آئے۔ ہم نے ناشتہ کیا فروٹ کی ٹوکری ہمارے حوالے کی گئی ہم نے از راہ ہمدردی کچھ پیسے پیارے پیارے بچوں کی جیب میں ڈال دیے۔ اپنے آپ پر بڑے ضبط کے ساتھ واپس درگاہ شریف آ گئے۔ بات لمبی ہو گئی لیکن ان وطن عزیز پاکستان کے سیاسی درندوں کو سنانی ضروری تھی۔ شاید

ہر درد مند دل کو رونا میرا رلا دے	بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے

اس وقت اس اسلامی ریاست پاکستان کے حالات 1971ء سے بھی بدتر ہو گئے ہیں اس وقت صرف سیاسی صورت بگڑی تھی معیشت ٹھیک تھی مقابلتاً ملکی صورتِ حال تین گنا بدتر ہے۔ سیاسی صورت حال کے ساتھ معیشت بھی ڈوب رہی ہے اور تیسری چیز ہماری نیوکلیئر پاور ہے جو ہمیں اپنی جان سے عزیز تر ہے۔ پوری کفر کی دنیا اسے کسی صورت برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ 1971ء میں حکمرانوں نے اتنی لوٹ مار نہیں مچا رکھی تھی اب تو لوٹ مار کی یہ پوزیشن ہے کہ جیسے ایک گھر اس طرح ڈکیتی کی زد میں ہو کہ ڈاکوؤں نے گھر والوں (عوام) کو باندھ کر ایک کمرے میں اوندھے لیٹا کر رکھا ہو اور گھر (پاکستان) کا ایک ایک کونا چھان مارا ہو اور پورے گھر کی پائی پائی لوٹ لی گئی ہو اور کوئی (سرکار) پوچھنے والا نہ ہو۔ وہی حالات ہیں فقیروں کے، دن پھرے ہیں فقط وزیروں کے، وارے نیارے ہیں بے ضمیروں کے، گھر (پاکستان)

لوٹے ہیں دہشتگردوں نے فقیروں (عوام) کے۔

پاکستانیوں کی بدنصیبی کہ پانی کی رواں نہریں خشک ہوگئیں جو سرسبز کھیت تھے اب آبادیوں نے ویران کر دیے تھے چلتے کارخانے بند ہوگئے۔ امیروں کے محلات تعمیر ہوئے غریبوں کے جھونپڑے چھن گئے ملکی معیشتی پالیسی کی وجہ سے انڈسٹری برے طریقے سے بند ہورہی ہے ملکی حالات کی غیر یقینی صورت کو دیکھیں 2022ء میں سات لاکھ 65 ہزار تعلیم یافتہ حضرات پاکستانی دیس سے پردیس ہوئے جن میں اکثریت ڈاکٹرانجینئرز آئی ٹی ایکسپرٹ ٹیچرز اکاؤنٹینٹ اور پیرامیڈیکل سٹاف شامل ہیں۔ یہ بھیانک نتیجہ سیاسی عدمِ استحکام کا ہے۔

اب دوسری طرف آئیں۔ مقتدر ہستیاں (حکومت ہو یا اپوزیشن) ان کے آنے جانے کے انداز، قیمتی گاڑیاں، ان کے پہرے دار اس طرح معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی مغل شہزادہ جارہا ہے۔ قوم غربت کی چکی میں پس رہی ہے اور حکمران جس وقت اکھٹے بیٹھتے ہیں ان کے سامنے میز پر پھل بوٹے خوشنما کھانے دانے قسم وقسم کے چائے پانی کے عجیب وغریب برتن جیسے شہزادے کسی پکنک پر عیاشی مار رہے ہیں۔ اس وقت ان کے ذہن اس بات سے بہت دور ہوتے ہیں کہ ہم نے کس کے نام پر یہ دھرتی آزاد کروائی تھی وہ لا اِلٰہ اِلا اللہ پڑھنے والے لوگ کیسے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ملک کا چارج سنبھالا تو عمال حضرات سے ایمانداری کا حلف لیا۔ عیاشی نہیں ہوگی للّٰہیت ہوگی۔ CID نے بتایا کہ گورنر عیاض بن غنم کے دروازے پر دربان مقرر ہے اور فینسی باریک لباس پہنتا ہے۔ امیر المومنین خلفیہ دوم نے پولیس کو حکم دیا ابن غنم کو جس حال میں ہے پکڑ لاؤ۔ جب عیاض ابن غنم حاضر ہوا وہ نازک پوشاک اتروادی گئی اور ایک کھر درا چوغہ پہنا دیا گیا اور ایک چھڑی ہاتھ میں تھمادی گئی اور بکریوں کے ایک ریوڑ کے چرانے کا حکم دیا تو یہ سن کر عیاض بن غنم نے کہا یا امیر المومنین اس سے تو موت اچھی ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا گھبراؤ نہیں، تمہارے باپ کا نام اس لیے غنم ہے کہ وہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ فرمایا تم حکمرانی کے قابل نہیں اور پھر دنیا نے عیاض بن غنم کو سرکاری ریوڑ کا چرواہا دیکھا۔

وطن عزیز کے موجودہ حکمرانوں (حکومت واپوزیشن) کو اس لیے ملک کی نازک حالت کا احساس نہیں ہورہا کہ ان کے گھر بار کاروبار اور مستقبل کے تمام اثاثہ جات بیرون ملک ہیں۔

ایسے حکمرانوں نے ملک پاکستان کا دستور نرالا بنا دیا ہے۔ایک مرغی چور یا نشے کی پڑیہ جیب میں رکھنے والا یا معمولی جرم کرنے والا فوراً قانون کی گرفت میں آ کر جیل میں گلتا سڑتا رہتا ہے جو کہ بجا ہے لیکن جو وڈیرے ملک کے اربوں روپے کھا جاتے ہیں سالانہ اربوں کی غیر ملکی شراب پیتے پلاتے ہیں جو اربوں کا جوا ہار جاتے ہیں، منشیات کے ہزاروں اڈوں کے مالک ہیں جو ناجائز اربوں مالیت کے قبضے کرتے کراتے ہیں، چوکیاں تھانے بیچتے ہیں، پوسٹنگ ٹرانسفر سے کروڑوں روپے ہضم کرتے ہیں، رعب اور دبدبے کی زندگی بسر کرتے ہیں۔اس کے مقابلہ میں مسجد سے جوتیاں چرانے والے کی تھانہ میں چھترپتا نگ دیکھی نہیں جاسکتی۔یہ سارا مغربی جمہوریت کے بل بوتے پر نالائق آزاد منش عیاش لوگ ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے کر صرف اپنے ہم خیال لوگوں کو جینے کا حق دیتے ہیں۔ان کے پارلیمان کے ایک دن کے اجلاس کا خرچہ چھ کروڑ روپے ہے۔یہ غریب ملک کے حاکموں کا حال ہے۔اصل میں یہ وڈیرے نوابزادے جاگیردار جو قائداعظم محمد علی جناح کے سخت مخالف تھے وہ لوگ ہیں جنہیں انگریز نے 1857ء کی جنگ آزادی کے مجاہدین حریت پسندوں کے خون سے ہولی کھیلنے کے عوض بڑے بڑے وسیع رقبوں اور القابات ومراعات سے ملکہ وکٹوریہ کی گولڈن جوبلی پر مدعو کر کے نوازا تھا۔یہ لوگ حکومت انگلشیہ ہند کے نمک خوار ہیں جو اپنی وفاداری کا ثبوت دے رہے ہیں۔پاکستان کی بھولی بھالی عوام نت نئے بہروپ میں لپٹے نعرے سن کر سیاسی تماشہ گروں کے چکمے میں پھنس جاتے ہیں۔

یہ علم یہ حکمت یہ تدبیر یہ حکومت　　پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

عوام سمجھیں! موجودہ سیاسی وڈیرے انہیں کے وارث (نقش قدم پر رواں دواں) ہیں جنہوں نے وطن عزیز پاکستان کے سر پر آرا رکھ کر چیر کر دو ٹکڑے کر دیا تھا عوام کو سوچنا ہوگا کہ اس ملک کے ہمدرد کون ہیں کیا یہ لوگ؟ کیا میں عوام سے مخاطب ہو کر یہ کہہ سکتا ہوں؟ اے میرے ہم وطنو! ملک کی عزت و آبرو اندرون ملک اسلامی طرز زندگی کی پتلی حالت دیکھ کر

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اگر نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے......! تمہاری داستاں تک نہ ہوں گی داستانوں میں

نافرمان قوموں کے انجام سے سبق سیکھیں

ابوفیصل محمد منظور انور

ہوتی نہیں قوم جو حق بات پہ یکجا
اس قوم کے حاکم ہی بس اس کی سزا ہیں

بابائے انسانیت حضرت آدم علیہ السلام کی آمد کے ساتھ ہی ابلیس ملعون نے انسانیت کو گمراہ کرنے کے لیے اپنی چالیں چلنا شروع کیں، اسے ناکامی سے بھی دوچار ہونا پڑا لیکن اس نے ہار نہیں مانی اور بالآخر وہ اولادِ آدم کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوگیا اور اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولین اولاد میں دو بھائیوں میں سے ایک قابیل کو دوسرے ہابیل کا دشمن بنا کر اس کا قاتل بنا دیا۔ یہ دنیا میں کسی انسان کا پہلا قتل تھا۔ وہ قاتل تو یہ فعل کر کے چلا گیا مگر ذریت آدم نے اس ظالمانہ فعل قتل کو اس قدر اپنایا کہ آنے والے ہر دور میں قتل و غارت گری کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور دنیا میں اب تک کروڑوں انسان ایک دوسرے انسان کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔ معلوم نہیں قیامت تک کتنے اور قتل کیے جائیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان بھی تھے اور اللہ کے پہلے نبی بھی۔ ان کی دعوت و تربیت کے زیرِ اثر عرصہ دراز تک ان کی اولاد میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور بندگی کا پرچم بلند رہا۔ تاہم شیطان مردود نے انسانیت کو بہکانے کا ہر حربہ آزمایا تو انسانیت گمراہی میں مبتلا ہوتی گئی اور حزب الشیطان میں اضافہ ہونے لگا۔ جب انسانوں میں شرک کی وبا پھیلنے لگی اور انسانوں نے ایک خدا کی بجائے کئی خدا بنا ڈالے بُت پرستی شروع کر دی تو

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے انبیاء ورسل کو بڑے ہی تواتر کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ انسانوں کو عہد الست (عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا گیا وعدہ) یاد کرائیں جس میں پوری انسانیت نے اللہ وحدہ لاشریک کو ہی اپنا رب اور مالک تسلیم کیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کے وقت دنیائے انسانیت شرک و بت پرستی کی تمام حدیں پار کرچکی تھی۔ اللہ کے اس پیغمبر نے ساڑھے نو سو سال تک ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی۔ اس گمراہ قوم کو ایمان اور عمل صالح اختیار کرنے کے بدلے میں دنیا و آخرت کی بشارتیں بھی سنائیں اور اپنی روش نہ بدلنے کی صورت میں عذاب سے ڈرایا بھی۔ مگر بد بخت قوم کے طبقہ اشرافیہ نے آپ کی ایک نہ سنی، آپ کا مذاق اڑایا اور آپ کے ساتھیوں کو رزیل اور کمتر لوگ سمجھتے رہے اور ٹس سے مس نہ ہوئے۔ آپ کی تبلیغ سے مستفیض ہونے کی بجائے گمراہی اور ضلالت کے گڑھے میں گرنا ہی پسند کیا۔ تو رب العالمین نے ساری قوم کو ان کی بداعمالیوں کے باعث شدید ترین طوفان سیلاب میں غرق کردیا ان میں سے صرف اپنے پیغمبر اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچالیا۔ نافرمان قوم پر آنے والے ہولناک عذاب میں وقت کے پیغمبر کا بیٹا جس کے اعمال صالح نہ تھے بھی غرق ہوگیا۔ بچ جانے والوں ہی کی اولاد کو دنیا کا وارث بنا دیا۔ اس کے بعد عرصے تک توحید کا غلبہ رہا۔ تاہم ابلیس ملعون نے بھی اپنی سازشیں جاری رکھیں اور انسانوں کو گمراہ کرتا رہا قوم عاد اور قوم ثمود بھی شیطانی سازشوں کا شکار ہوکر گمراہ ہوئیں۔ گمراہ لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے رہے اور ان کی جان لینے تک کی جسارت کرتے رہے اور نافرمانیوں کی تمام حدیں پار کیں تو اللہ تعالیٰ نے رسولوں اور ان کے اہل ایمان ساتھیوں کو بچالیا اور اس کے علاوہ پوری پوری گمراہ قوموں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ گمراہ اقوام نے جو بدعملیاں اور جرائم کیے ان کی تفصیل بڑی طویل ہے اور بالآخر وہ مستوجب سزا ٹھہرے۔ اللہ رب العزت نے ایک کے بعد یک نبی اور رسول بھیج کر انسانیت کی ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ تا آنکہ جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بعثت انبیاء کا سلسلہ ان کی اولاد میں خاص ہوگیا۔ ان کے پہلے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں صرف ایک پیغمبر نبی آخر الزماں حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ ان کے دوسرے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام بھی نبی تھے اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب بھی نبی تھے ان کا لقب اسرائیل تھا ان کی نسل یعنی بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے ہزاروں

انبیاء ورسل بھیجے۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا پر فضیلت عطا کی تھی، ان میں نبوت و رسالت کے سلسلہ کے ساتھ بادشاہت، سطوت، شان وشوکت اور اتنا عروج عطا کیا جو دیگر کسی قوم کو عطا نہ کیا تھا۔ مگر یہ بدبخت قوم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی چہیتی اور پسندیدہ کہلانے کی دعویدار ہونے کے باوجود رب تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مسلسل مبتلا رہی اور ذلت وگمراہی اور گھمنڈ میں اتنی بڑھ گئی کہ انبیاء کو قتل کرنے جیسے جرائم کرتے رہے یہاں تک کہ جلیل القدر رسول حضرت عیسیٰ روح اللہ کو بھی اپنی طرف سے سولی پر چڑھا دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی جسارت کامیاب نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ مگر وہ پھر بھی باز آنے کی بجائے اور زیادہ دیدہ دلیر ہوگئے۔ حتیٰ کہ الہامی کتاب تورات میں دی گئی نشانیاں دیکھنے اور اچھی طرح پہچاننے کے باوجود نبی آخرالزمان رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کی بجائے آپ ﷺ کو قتل کرنے کی سازشیں کرتے رہے۔ اب یہ مغضوب علیہم قوم اور حزب الشیطان کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں اور شرارتوں اور دنیا میں فساد پھیلانے سے باز نہیں آتے۔ امریکہ اور یورپ کے عیسائیوں کی آشیر باد سے مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس پر ناجائز طور پر قابض ہوکر دنیا میں فساد پھیلانے میں مصروف ہیں۔ عیسائیوں نے عقیدہ تثلیث گھڑا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے والا عقیدہ تراش کرکے اخلاقیات کی تمام حدیں پار کر چکے۔ عیسائیت اور صیہونیت باہمی گٹھ جوڑ سے عریاں ثقافت پر مبنی ایک مادر پدر آزاد سوسائٹی بنانے میں کامیاب ہو چکے ہیں جو بنت حوا کو شمع محفل بنا کر دنیاوی لذتوں اور عیاشیوں کو جنت سے تشبیہ دے کر اس پر تفاخر جتاتے اور انسانیت کی بجائے حیوانیت ایسی زندگی گزارنے پر اتراتے اور فخر کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ قعر مذلت میں گر کر اپنی عاقبت تباہ کر چکے ہیں اور صرف سائنسی ترقی کو معراج سمجھ کر ذلت وگمراہی کے عمیق گڑھے میں جا گرے ہیں جہاں سے ان گمراہ اقوام کے نکلنے کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے۔ ''ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے'' کے مصداق اپنے انجام سے بے نیاز یہ اقوام اب پوری انسانیت میں اپنی گندی اور لادینیت پر مبنی تہذیب وثقافت کو رائج کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ! وہ انسانیت کو گمراہی، ان کی ریشہ دوانیوں اور چالوں سے محفوظ رکھے آمین۔

آج دنیا میں کل 57 کے لگ بھگ مسلمان ممالک ہیں مگر کسی ایک ملک میں بھی دین اسلام نافذ نہیں۔عرب ممالک میں بادشاہت اور آمریت ہے تمام تر مادی وسائل ہونے کے باوجود یہ لادین غیر مسلم مغربی ممالک اور امریکہ کے غلام بن چکے ہیں جو مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔حالیہ ترکی اور شام میں آنے والے زلزلے بارے یہ شکوک وشبہات بھی زور پکڑ رہے ہیں کہ دشمن نے 'HOT' ٹیکنالوجی کا استعمال کر کے ریڈیائی لہروں کے ذریعے زلزلہ برپا کیا ہے۔اگر واقعی ایسا ہے تو مسلم دنیا اپنا قبلہ درست کرے۔کیونکہ امریکہ دنیا پر اپنی برتری ثابت کرنے کیلئے کچھ بھی کرسکتا ہے۔ جوامت مسلمہ کے ازلی دشمن اسرائیل کا پشت پناہ اور لاکھوں مسلمانوں کا قاتل ہے جس کے ہاتھوں خون مسلم کی ارزانی دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔سارے مسلمان ممالک مغربی ممالک کی کفریہ طاقتوں کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہورہی ہے۔زلزلے اور سیلاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور ہمیں جھنجورنے کے لیے آئے تا کہ ہم اپنی اصلاح کرلیں مگر ہم نے کچھ سبق نہیں سیکھا۔حالیہ برسوں میں پاکستان، انڈونیشیا، ایران کے بعد ترکی، شام اور اردن میں لاکھوں لوگ زلزلوں اور سیلاب کے باعث جان سے گئے لاکھوں بے گھر ہوئے اربوں کھربوں کی املاک تباہ ہوئیں۔ یہ سب کچھ دین اسلام سے دوری قرآنی تعلیمات سے رورگردانی اور ہماری بداعمالی کے باعث ہورہا ہے۔کیونکہ ہم نام کے مسلمان بن کر رہ گئے اور وہ سارے کالے کرتوت جو غیر مسلم قوموں میں ہیں وہ سب کے سب ہم اپنا چکے ہیں۔

افسوسناک امر یہ ہے زیادہ تر مسلمان مغربی ثقافت کے دلدادہ اور ان جیسی زندگیاں گزارنے کے خواب دیکھ کر ان جیسے لائف سٹائل کو اپنانا چاہتے ہیں اور خداخوفی کا عنصر مفقود ہو چکا ہے۔ملک پاکستان میں مغربی جمہوریت کے نام پر فسطائیت اور ظالمانہ نظام نافذ ہے گزشتہ 75 سالوں سے ملک میں لوٹ مار کی سیل لگی ہوئی ہے۔اربوں کھربوں روپوں کے قرضے لے کر ذاتی جائیدادیں بنانیوالے، ملکی خزانے میں خرد برد گھپلوں میں ملوث طاقتور بدمعاش، کرپٹ اشرافیہ بھیس اور پارٹیاں بدل بدل کر ملکی اقتدار پر قابض چلے آرہے ہیں۔قانون وانصاف اور ریاستی اداروں کے ذمہ دار بھی اپنا حقیقی کردار ادا کرنے کی بجائے من پسند اور منظور نظر عناصر کو نوازنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ سیاسی صورت حال انتہائی حد تک ابتر، سنگین اور ملک

افراتفری کا شکار ہے۔اتنی ہوشربا مہنگائی مسائل کے انبار اور قوم ابھی تک کسی مسیحا کی منتظر ہے۔ملکی کشتی بھنور میں پھنسی ڈوبتی نظر آرہی ہے۔ بداعمال اقوام پر عذاب الٰہی کا کوڑا برستے دیکھنے اور ان کی تباہی و بربادی کے قصے سننے کے باوجود مقتدر طبقات میں سے کسی ایک نے بھی سبق حاصل نہیں کیا بلکہ جس کسی کو اقتدار ملتا ہے وہ ملکی خزانے کو پہلوں سے زیادہ لوٹتا نظر آتا ہے معیشت دیوالیہ ہونے کی اطلاعات نے ہر پاکستانی کو نفسیاتی مریض بنا کر رکھ دیا ہے غریبوں کے ساتھ ساتھ درمیانہ درجے کا طبقہ بھی مایوس اور پریشان ہے۔زرمبادلہ کے ذخائر ختم ہونے کی اطلاعات سے سنجیدہ حلقے پریشان مگر ریاستی ناسور، معاشی دہشت گرد آزاد ہیں جن کی ہوس زر نے ملکی خزانے کو ناقابل تلافی حد تک نقصان پہنچایا وہ ابھی تک اقتدار کی کرسیوں پر براجمان حیلوں بہانوں سے ملک کی نیا ڈبونے کے درپے ہیں۔مقتدر قوتیں خاموشی توڑیں اگر اس وقت کوئی راست اقدام نہ اٹھایا گیا تو ملکی سالمیت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔اب بھی وقت ہے کہ اپنے طور واطوار بدلیں اور اپنے پیارے رب العالمین کے سامنے سجدہ ریز ہو کر توبہ تائب ہوں اور اپنی اصلاح کر لیں میرا پیارا رب معاف کرنے والا اور بار بار توبہ قبول کرنے والا ہے۔

؎ سرکشی نے کر دیے دھندلے نقوشِ زندگی
آؤ سجدے میں گریں لوحِ جبیں تازہ کریں

رمضان المبارک کا مہینہ اواخر مارچ میں شروع ہوگا۔اس ماہِ مبارک میں دن کا روزہ فرض ہے اور رات کا قیام (تراویح) سنت مؤکدہ۔اور ان کی فضلیت احادیث مبارکہ سے واضح ہے۔ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں تراویح کے ساتھ قرآن پاک کے ترجمے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔قارئین کرام سے گزارش ہے کہ آپ بھی ایسے کسی سلسلے کو تلاش کر کے اس میں شامل ہوں اور اس ماہِ صیام میں تلاوتِ قرآن کے ساتھ ترجمۃ القرآن کی سماعت کی برکات سے فیض یاب ہوں، کیا عجب کہ آپ کی زندگی میں بھی انقلاب آجائے۔

بیادِ انجینئر مختار فاروقیؒ

1
خواجہ محمد اعظم
نائب صدر تحریک محنت پاکستان، واہ کینٹ

آئین جواں مرداں، حق گوئی و بے باکی　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حکیم الامت علامہ اقبال کا یہ شعر اُن مردانِ کار کی عکاسی کرتا ہے جو فریضہ اقامتِ دین کا پرچم تھامے اندھیری راتوں میں نور کی قندیلیں روشن کرتے چلے گئے۔ جو اپنے خونِ جگر سے باغوں میں پھول، پھولوں میں رنگ اور رنگ و بو میں حسن بکھیرتے چلے گئے اور گلی کوچے میں قرآن عظیم الشان کی روشنی پھیلاتے چلے گئے۔ استاد محترم انجینئر مختار فاروقی انہی میں سے تھے۔ 92-1988 کا دورانیہ تھا کہ ایشیا کون کی طرف سے اے سی سیمنٹ واہ میں نئی انسٹالیشن کے پروجیکٹ ڈائریکٹر مختار فاروقی تشریف لائے۔ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر نہیں رہ سکتی وہ بھی شاید تلاش میں تھے کہ کہیں دعوت کا سلسلہ شروع کیا جا سکے۔ جماعت اسلامی کے زیر اہتمام ہفتہ وار پروگرام میں پہلے سامع اور پھر مدرّس بن کر اپنی صلاحیتوں کا جلوہ دکھانے لگے۔ حالانکہ ان جیسے آفیسرز کی شامیں تو کلبوں، ہوٹلوں میں گزرتیں لیکن وہ شام کو درسِ قرآن یا عربی کلاسز میں قال اللہ وقال الرسول کی صدا بلند کر رہے ہوتے۔ وہ سادگی کا پیکر سب سے پہلے تشریف لاتے۔ عشق کی حد تک قرآن فہمی سے دلچسپی تھی۔ افسران بھی شریک ہوتے، مزدور بھی اس محفل کا حصہ ہوتے۔ لیکن بعض اوقات خود ہی دریاں بچھاتے، دو افراد ہوں، دس ہوں یا پچاس وہ اپنا درس بروقت شروع کرتے۔ اسٹیج جماعت اسلامی کا تھا، ہم سب لوگ جماعت اسلامی کے کارکنان تھے لیکن تین چار سال میں انہوں نے کبھی محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ تنظیمِ اسلامی کے ذمہ دار ہیں۔ کبھی

جملہ معترضہ میں بھی ذکر نہیں کیا۔ ایک دفعہ ایک انجینئر رانا خورشید احمد نے سوال کیا کہ ہمیں تو جماعت اسلامی سے دلچسپی ہے جبکہ آپ تنظیمِ اسلامی سے ہیں تو فاروقی صاحب نے بڑا خوبصورت جواب دیا کہ دعوت ایک فریضہ ہے جسے ادا کرنا ہر حال میں ضروری ہے۔ تبلیغی جماعت ہو، جماعت اسلامی ہو یا تنظیم اسلامی اس دور میں ملت کا سرمایہ ہیں۔ یہ سب تحریکات مثبت طریقے سے اپنے اپنے دائرہ کار میں اپنے اپنے طریقِ کار کے مطابق اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے لاکھوں، کروڑوں انسانوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا اور صحت مندانہ روایات قائم کی ہیں۔ سب کو اگر دیکھ لیا ہے، سبھی ناپسند ہیں تو پھر بھی دعوت کا فریضہ ساقط نہیں ہوتا۔ تمھیں اکیلے کھڑا ہونا ہوگا اور اس کام کو ہر صورت کرنا ہوگا۔

ہمارے گھر ہر ہفتہ تشریف لاتے اور البلاغ فاؤنڈیشن کی عربی گرائمر سبقاً سبقاً پڑھائی اور آج تک ان کی آواز کانوں میں گونج رہی ہے۔ اس دوران تحریک محنت پاکستان کے کل پاکستان اجتماعِ عام کے لیے ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور سے وقت لے کر دیا۔ جنہوں نے دو گھنٹے تک اسلام کی لیبر پالیسی پر گفتگو کی۔ اور پھر میرے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اب اس پر میں پورا کام کروں گا۔ شاید اس پر کوئی کام ہوا ہو۔ فاروقی صاحب کو قرآن مجید کے سیکھنے، سیکھانے کا شوق تھا اور یہ ممکن نہیں تھا کہ درس قرآن ہو، کوئی محفل ہو اور اقبال کا تذکرہ نہ ہو۔ وہ فرماتے قرآن تو وہ قندیل ہے جو قیامت تک نہ صرف روشنی دیتی رہے گی بلکہ اس سے چراغ جلتے رہیں گے۔ کلامِ اقبال بھی قرآن کی روشنی سے منور ایک چراغ ہے، یہ انسان کو ''ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں'' کی سیر کراتا ہے۔

تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا — تیرے سامنے آسمان اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا — کہ تیرے زمان ومکاں اور بھی ہیں

خلافت کے داعی کی حیثیت سے اپنے دروس میں اپنی گفتگو میں جاتے جاتے لازماً خلافت کے قیام کا تذکرہ کرتے۔ ان کی زبان سے سن سن کر اقبال کا یہ شعر ہمیں ازبر ہو گیا:

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

بہت کچھ سنا، نوٹ کیا مگر سب ڈائریاں زمانے کی نذر ہو گئیں۔ پھر وہ چلے گئے، جھنگ چلے گئے۔ حکمتِ بالغہ جاری فرمایا تو ہر ماہ ان سے قلمی ملاقات ہونے لگی۔ کئی دفعہ جھنگ کے تنظیمی دورے پر

(تحریک محنت پاکستان کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے) جانا ہوا مگر یہ اتفاق تھا کہ باوجود کوشش کبھی ملاقات نصیب نہ ہوئی۔کبھی وہ آؤٹ آف اسٹیشن، کبھی وقت کی قلت آڑے آتی۔اور پھر وہ چلے گئے جہاں سب نے جانا ہے۔مگر انہوں نے اپنے لمحاتِ زندگی کو بہترین انداز میں گزارا جو یقیناً ان کی اللہ کے ہاں سرخروئی کا سبب بنے گا۔ دعا کرتے ہیں کہ استاد محترم مختار فاروقی کی اللہ مغفرت فرمائے، جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ان سے راضی ہو جائے۔آمین

2 محمد اسرافیل۔پشاور

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے جنوری میں قرآن اکیڈمی جھنگ میں منعقدہ 25 روزہ قرآن فہمی کورس میں شرکت کی توفیق نصیب ہوئی۔ پہلے تو میں نے صرف مختار حسین فاروقی (مرحوم) کے بارے میں سنا تھا لیکن یہاں آکر عین الیقین ہو گیا کہ واقعی فارقی صاحب نے تقریباً 25 سال پہلے تن تنہا اپنا سب کچھ قربان کر کے قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنے اور خاص طور سے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو قرآن مجید کا پیغام ان کے ذہنی سطح کے مطابق پیش کرنے کا کام شروع کیا۔انجمن خدام القرآن جھنگ اسی مقصد کے لیے دن رات مصروف عمل ہے اور یہ سب ان کی مخلصانہ کوشش اور قربانی کا نتیجہ ہے کہ جھنگ کے مختلف مقامات پر روزانہ، ہفتہ وار اور ماہانہ قرآن کے دروس میں کثیر تعداد میں لوگ شرکت کر رہے ہیں۔ رمضان المبارک میں تراویح کے ساتھ قرآن کی تفسیر کی مجلس کئی مقامات پر منعقد کی جاتی ہے اور ساری سرگرمیوں کی تفصیل اور روزانہ کے حالات سے متعلق قرآن اور حدیث کی روشنی میں ان کا جائزہ اور UPDATE کے لیے ماہنامہ حکمت بالغہ شائع کر کے پورے ملک میں قارئین کے لیے ارسال کر رہے ہیں۔ تاکہ سب مسلمانوں کو اپنا پیغام اور کوششوں سے آگاہ رکھ سکیں۔میری دلی دعا ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ ان سب کی کوششوں میں مزید ترقی اور برکت ڈالے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کارِ خیر سے فائدہ اٹھا سکیں۔اور ہم سب کے لیے اُخروی نجات کا سبب بنے۔انجمن کے صدر اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ عبدالمجید کھوکھر اور سارا عملہ 24/7 اس خدمت کے لیے مصروف عمل ہے۔اللہ ان کی زندگی میں برکت دے تاکہ وہ اس دینی خدمات کو جاری رکھیں۔آمین یارب العالمین

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراھیم

1 پاکستان میں غیر یقینی سیاسی صورتحال

پاکستان میں سیاسی صورتحال کافی مخدوش ہو چکی ہے۔ پنجاب اور کے پی کے کی صوبائی اسمبلیاں توڑنے کے بعد چونکہ قومی اور خاص طور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا اعلان نہیں کیا جار ہا اس لئے تحریک انصاف احتجاج اور جیل بھرو تحریک کو شروع کر رہی ہے۔ پھر الیکشن کمیشن اور عدلیہ میں تناؤ کی کیفیت ہے۔ صدر نے از خود دونوں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کی تاریخ کا اعلان کر دیا ہے۔ مسلم لیگ ن میں باہمی اختلافات اور خاص طور پر مفتاح اسماعیل کی طرف سے مسلسل تنقید جاری ہے۔ نواز شریف کا ملک واپس آنا مسلسل دیر کا شکار ہے۔ مقتدرہ قوتیں بھی باہم دست وگریباں ہیں۔ الغرض کیفیت یہی ہے کہ ع الٰہی خیر میرے آشیاں کی

2 پاکستان کی انتہائی کمزور معاشی صورتحال

آئی ایم ایف کا فروری کے دوسرے ہفتے میں پاکستان کا دورہ مکمل ہو گیا ہے حکومت نے پٹرول، گیس کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا ہے اور مزید ٹیکس بھی لگائے جا رہے ہیں۔ سیلز ٹیکس میں اضافہ کیا جا چکا ہے۔ تاہم آئی ایم ایف کی طرف سے شرائط ابھی بھی باقی ہیں اور پاکستان کو دیے جانے والے قرض کی منظوری ابھی نہیں ہوئی اور مارچ کے درمیان متوقع ہے۔ اس دوران روپیہ انٹر بنک میں بھی اپنی قیمت کھو کر 270 روپے فی ڈالر کو چھونے کے بعد کچھ واپس آیا ہے۔ پھر بھی ڈالر کی کم دستیابی جوں کی توں ہے اور درآمدات مسائل کا شکار ہیں۔ موجودہ صورتحال مسلم لیگ ن

کی پوزیشن کو کمزور کر رہی ہے اور پاکستان کی جگ ہنسائی کا باعث بن رہی ہے۔

3 ترکی اور شام میں زلزلہ

ترکی اور شام میں 6 فروری کی صبح کو 7 اعشاریہ 8 شدت کے زلزلہ سے بے حد تباہی ہوئی ہے اور اموات 50 ہزار کے قریب پہنچ گئی ہیں۔ زلزلہ کے بعد مزید جھٹکوں کا سلسلہ جاری ہے اور موسم کی سردی بھی امدادی کاموں میں رکاوٹ ڈال رہی ہے۔ شام کا علاقہ عرصہ دراز سے مشکلات کا شکار ہے اور اب یہ زلزلہ مزید آزمائش بن رہا ہے۔ ترکی نے سویڈن میں قرآن مجید کی آتش زدگی پر سخت موقف دیا تھا اور اب مسلم دشمن عناصر اس کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔ اللہ سے تمام نوعِ انسانیت کے لیے خیر و عافیت کی دعا ہے۔

4 پولیس لائن پشاور کی مسجد میں دھماکہ

سوموار 30 جنوری 2023ء کو ظہر کی نماز کے وقت پشاور میں پولیس لائن کی مسجد میں دھماکہ ہوا اور کم از کم 59 افراد جاں بحق اور ڈیڑھ سو سے زائد زخمی ہو گئے۔ ملک میں دہشت گردی کی نئی لہر جاری ہے اور پولیس کے اپنے اور زیادہ حفاظتی علاقے میں ایسا واقعہ افسوسناک ہے۔ اس واقعے کے فوراً بعد پہلے ٹی ٹی پی یا داعش کی طرف سے ذمے داری قبول کرنے کی بات آئی مگر اس کی جلد ہی بعد تردید آ گئی۔ اہل پاکستان کو بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ اسلام دشمن قوتیں ہمیں کہیں آپس میں لڑوا نہ دیں۔

5 سویڈن میں قرآن پاک کی آتش زدگی کا واقعہ

21 جنوری کو سویڈن کے شہر سٹاک ہالم میں ایک دائیں بازو کے انتہا پسند نے پولیس کی حفاظت میں ترکی ایمبیسی کے سامنے قرآن پاک کو نذر آتش کر دیا۔ جس سے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اس واقعے کی مسلمانوں اور بعض غیر جانبدار میڈیا نے بھی مذمت کی ہے۔ سویڈن جیسے یورپی ممالک بے لگام آزادئ اظہار کا نعرہ لگاتے اور اس طرح کے اقدامات کو تحفظ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان سے ان کو خود بھی نقصان ہو سکتا ہے کہ ترکی نے ان کے نیٹو میں شمولیت کو ویٹو کرنے کی دھمکی دی ہے۔ مغربی میڈیا اس واقعے کا الزام روس پر لگا رہا ہے کہ وہ نیٹو میں اختلاف چاہتا ہے مگر اپنی بے لگام اظہار رائے پر نظر ثانی پر تیار نہیں۔

6 امریکی صدر کا دورہ یوکرائن

امریکی صدر جو بائیڈن نے 20 فروری کو یوکرائن کا ایک خفیہ دورہ کیا۔ ان کا دو روزہ دورہ پولینڈ طے تھا مگر ان کا جہاز ایک دن پہلے امریکہ سے اُڑا اور انہوں نے جنگ زدہ ملک یوکرائن کے دارالحکومت کا دلیرانہ دورہ کیا۔ اس دوران انہوں نے 10 گھنٹے ٹرین کا سفر بھی کیا۔

یہ دورہ امریکہ کے یوکرائن کے دفاع کے عزم اور ان کی ہر طرح کی امداد کی ضمانت کو ظاہر کرتا ہے اور یہ روس یوکرائن جنگ میں روس کے لئے نفسیاتی اور طویل جنگ کی علامت ہے۔

7 افغانستان کی تازہ صورتحال

☆ 20 فروری کو پاک افغان سرحد پر طورخم کے مقام پر فائرنگ ہوئی اور طالبان کی جانب سے بارڈر بند کر دیا گیا ہے۔ دونوں فریق ایک دوسرے پر فائرنگ شروع کرنے کا الزام لگا رہے ہیں۔ افغان حکومت پاکستان کے حکام سے نالاں ہے کیونکہ ان کے خیال میں پاکستان کے حکام خود قرض حاصل کرنے کے لئے بلاوجہ طالبان حکومت پر تنقید کرتے ہیں تاکہ مغربی ممالک کی ہمدردیاں حاصل کی جا سکیں۔ افغانستان یہ بھی چاہتا ہے کہ پاکستان اپنے ملک میں ہونے والی دہشت گردیوں کا الزام بلاتحقیق افغانستان پر عائد نہ کرے۔

☆ 19 فروری کو افغان وزارت خارجہ نے بیان دیا کہ پاکستان کو بین الاقوامی کانفرنسوں میں افغانستان کی شکایات کرنے کی بجائے معاملات دوطرفہ مذاکرات سے حل کرنے چاہئیں۔

☆ اقوام متحدہ کے ادارے یونیسیف نے بیان دیا کہ افغانستان میں سردی سے سینکڑوں بچے ہلاک ہو گئے ہیں۔

☆ پاکستانی کرنسی کی قیمت کم ہونے کے بعد اب ایک افغانی 3 سے زائد روپے کا ہو گیا ہے۔

☆ 9 فروری کو افغان وزارت دفاع نے بتایا کہ 20 کیڈٹ بھارت سے تربیت کے بعد واپس ملک پہنچ گئے ہیں۔

☆ 30 جنوری کو افغانستان نے پشاور میں مسجد میں بم دھماکے کی مذمت کی۔

ماہِ رمضان کی آمد پر
رسول اللہ ﷺ کا ایک
خطبہ

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
اٰخِرَ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: یَا اَیُّھَا النَّاسُ! قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ،
شَھْرٌ مُّبَارَکٌ، شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ، جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ
فَرِیْضَۃً وَ قِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعاً، مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِنَ الْخَیْرِ کَانَ
کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ، وَ مَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ
اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ، وَ ھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَ الصَّبْرُ ثَوَابُہٗ
الْجَنَّۃُ، وَشَھرُ الْمُوَاسَاۃِ، وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ
فِیْہِ صَائِمًا کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃً لِّذُنُوْبِہٖ وَعِتقَ رَقَبَتِہٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ
مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ۔ قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰہ!
لَیْسَ کُلُّنَا یَجِدُ مَا یُفَطِّرُ بِہِ الصَّائِمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یُعْطِی
اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَۃِ لَبَنٍ اَوْ شَرْبَۃٍ مِّنْ مَاءٍ،
وَ مَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً لَایَظْمَأُ حَتّٰی
یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَ ھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَاٰخِرُہٗ عِتْقٌ
مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْکِہٖ فِیْہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَاَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہِ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظمت والا اور برکت والا مہینہ سایہ افگن ہو رہا ہے، اس مبارک مہینے کی ایک رات (شب قدر) ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہونے (یعنی تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مؤمن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزے دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزے دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اس کے کہ روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی لسّی پر یا پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزے دار کا روزہ افطار کرا دے اور جو کوئی کسی روزے دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی یہاں تک کہ جنّت میں پہنچ جائے۔ اور اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصّہ رحمت ہے اور درمیانی حصّہ مغفرت ہے اور آخری حصّہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔ (ترجمہ ماخوذ از معارف الحدیث، مولانا محمد منظور نعمانی)

7- Further Learning:

The last thing that we need taken care of is our further learning, even if we have studied so much there will always be someone with more knowledge than us, we need to accept that and learn from people. Another way to do so is by reading books. Reading good informative books help clear our perception of the world. You can read informative books, self-help books, novels, documentaries etc. Anything that matches your interest.

All of these F's are making triads between the "F", you and Allah.

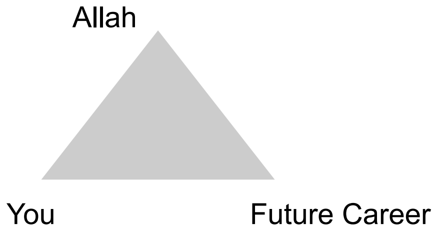

The more You and your respective F (for example Future career) will be close to Allah you will become close towards them because in the end all that matters is how much close to Allah we really are.

The Messenger of Allah ﷺ said:

"When Ramadan comes, the gates of Paradise are opened, the gates of Hell are closed, and the devils are chained."

[Al-Bukhari and Muslim]

5. Plan or participate in a scavenger hunt
6. Family BBQ

5- Fitness:

We all must play special attention towards our physical and mental fitness and well being. If we are healthy we will be able to execute our plans efficiently. We should eat healthy (less processed foods) and we should think positively. We must take care of our spiritual, emotional and physical health. Our bodies are given to us by Allah as a trust and we have to keep them healthy. Fulfilling the obligations of three of the five pillars of Islam (Salah, Fasting & Hajj) requires that Muslims be of sound health and fitness.

6- Future Career:

Another thing that the youth must look forward to is their future careers. The things to look for in your future career are your interest and whether or not its haram. If you have an interest that doesn't clashes with any Islamic teachings you are in the clear. This may be different for boys and girls. In this age being a housewife is frowned upon but you if we look into the examples of the glorified women of Islam such as Hazrat Asia (A.S), Hazrat Fatima (R.A) to name a few, they were nothing but housewives who followed the teachings of Allah. Hazrat Asia was the wife of Firoun but she stood against him and therefore will be in Jannah. This example teaches young women to raise their voice against wrong and evil that is happening in their own homes. Hazrat Fatima (R.A) was also a housewife and she looked after her children and took care of her Haya.

QUARTER-LIFE CRISIS

(Part-II)

Amatullah Hadia

4- FUN

In the current age of global networking having fun is kind of like the major goal of the youth; they want to enjoy their life and want to have a good time and this is not wrong at all. In order to remain sane and be positive we need to take our fun seriously. Now this does not mean we should engage in haram activities, as tempting as they may seem they are not worth it. The guilt we feel after committing something haram just for the sake of having fun (going to a concert, being friends with the opposite gender, drinking alcohol e.t.c) is far more than its pleasure.

We all need a break from our everyday routines and spend some good time with our families and friends. We need to expand our perception of fun and include more Muslim friendly activities. A few examples are;

1. Hiking/bike/horse riding with friends, family or alone
2. Road trip with family and friends
3. Swimming
4. Host tea and dinner parties for friends and family

روزہ اور قرآن مجید کی شفاعت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

اَلصِّيَامُ وَ الْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، يَقُوْلُ الصِّيَامُ: اَىْ رَبِّ، اِنِّىْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَ الشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ، فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ وَ يَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ، فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے۔(یعنی اس بندے کی جو دن میں روزے رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کا پاک کلام قرآن مجید پڑھے گا یا سنے گا) روزہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ مغفرت ورحمت کا معاملہ فرما) اور قرآن کہے گا: میں نے اس کو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرمادیا جائے گا)“

البيهقى، عن عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہما

فرمودۂ اقبال

در جہاں جز دردِ دل ساماں مخواہ　　نعمت از حق خواہ و از سلطاں مخواہ!

(اے نوجوان) دنیا میں دردِ دل کے علاوہ کسی اور سامان کی خواہش نہ رکھ،
نعمت (مال و اسباب) اللہ تعالیٰ سے طلب کر اور کسی بادشاہ سے نہ مانگ

اے بسا مردِ حق اندیش و بصیر　　می شود از کثرتِ نعمت ضریر!

اے (نوجوان! یہ بات جان لے کہ) بہت سے دانش مند اور بینا لوگ
مال و اسباب کی کثرت کی وجہ سے اندھے ہوجاتے ہیں

کثرتِ نعمت گداز از دل برد　　ناز می آرد نیاز از دل برد!

مال و اسباب کی کثرت دل سے گداز (نرمی) کو ختم کردیتی ہے،
یہ غرور پیدا کر دیتی ہے اور دل سے عاجزی کو ختم کر دیتی ہے

سالہا اندر جہاں گردیدہ ام　　نم بچشمِ منعماں کم دیدہ ام!

میں مدتوں دنیا میں گھومتا رہا، میں نے دولت مند لوگوں کی آنکھ میں نمی نہیں دیکھی

من فدائے آنکہ درویشانہ زیست
وائے آں کو از خدا بیگانہ زیست!

میں قربان جاؤں اُس پر جو درویشی کی زندگی گزارتا ہے
افسوس ہے اس پر جو خدا سے بیگانہ ہوکر زندگی گزارتا ہے

(جاوید نامہ (فارسی) نظم: سخنے بہ نژادِ نو)

فکرِ فاروقیؒ

حقیقت انسانی پر نگاہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو چیزوں کا مرکب اور مجموعہ بنایا ہے یعنی جسم اور روح۔ جسم خاکی الاصل ہے اور چلتا پھرتا کھاتا پیتا جسم حیوان سے مشابہ ہے اور اس کی تمام جبلّتیں اور تقاضے خالص حیوانی ہیں جبکہ روح نوری الاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف خصوصی نسبت دی ہے اور یوں 'روح' ملکوتی صفات رکھتی ہے اور اللہ کی معرفت اور تقرب کے انوار و برکات کا مہبط یہی ہے۔

روزہ جسمانی تقاضوں کو دبانے اور نفسانی خواہشات کو لگام دینے کا نام ہے جبکہ روحِ انسانی جو عام طور پر ہم سب کے نزدیک NEGLECTED رہتی ہے، روزہ کے ساتھ قیام اللیل اور قرآن مجید کے سننے سے بیدار ہوتی ہے اور روح بیدار ہو جائے تو انسان کو اپنی منزل آسمانوں میں نظر آتی ہے یعنی خالق کائنات کی معرفت کا حصول اصل مطمع نظر بن جاتا ہے۔ جسے علامہ اقبال نے یوں تعبیر کیا ہے:

ے در دشت جنونِ من جبریل زبوں صیدے
یزداں بہ کمند آور اے ہمت مردانہ

ماہِ صیام کی عبادات سے جسم کے تقاضوں کی واجبی تکمیل اور روح کی غذا ــــــ قرآن مجید کی تلاوت ترتیل کے استماع سے روح کی بیداری اور ترفع ــــــ حاصل رمضان ہے۔

روح بے بس رہے یا مردہ ہو جائے تو انسان حیوان رہ جاتا ہے۔ جیسے کہا اکبر الہ آبادی نے ع ''ڈارون بولا بوزنا ہوں میں'' اور روح بیدار ہو جائے تو انسان اپنے آپ کو خداشناسی کے لیے تیار پاتا ہے اور جذبہ صادق ہو تو اللہ مل ہی جاتا ہے اور دل نورِ معرفت خداوندی سے لبریز ہو جاتا ہے۔ جسے ایک اور حدیث قدسی میں بیان کیا گیا ہے (جسے شعر کی زبان میں یوں بیان کیا گیا ہے: ے من نہ گنجم در زمین و آسماں
لیک گنجم در دلِ مومن عیاں)

(حکمت بالغہ اکتوبر 08ء)